THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Monday, August 23, 2004

135th ~~(15~~th Session)

Volume VIII No. 2

(Nos. 1-3)

Re-numbering vide letter No.F.5(5)/2016-LegisVol-II dated 29.4.2016.

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran.....	1
2.	Leave of Absence.....	2
3.	Statement of the Prime Minister on Balochistan situation and discussion thereon.....	3-29
4.	Point of Order: Re: the raids on Madaris.....	30-39
5.	Motion Under Rule 194; Re: Situation in Iraq	40-67

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, August 23, 2004

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty minutes past six in the evening with Mr. Deputy Chairman (Mr .Khalil-ur-Rehman) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

وانزلنآ الیک الکتب بالحق مصدقآ لما بین یدیہ من الکتب و مھیمنآ علیہ فاحکم بینھم بمآ انزل اللہ ولا تتبع اھوآء ھم عما جآء ک من الحق لکل جعلنا منکم شرعۃ و منھاجا ولو شآء اللہ لجعلکم امۃً واحدۃ ولکن لیبلوکم فی مآ اتکم فاستبقوا الخیرٰت الیٰ اللہ مرجعکم جمیعا فینبئکم بما کنتم فیہ تختلفون O

(ترجمہ) اور (اے محبوبؐ) ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی اور ان پر محافظ و گواہ تو ان میں فیصلہ کرو اللہ کے اتارے سے ۔ اور (اے سننے والے) ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا اپنے پاس آیا ہوا حق چھوڑ کر ہم نے تم سب کے لئے ایک ایک شریعت اور راستہ رکھا اور

اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت کر دیتا مگر منظور یہ ہے کہ جو کچھ تمہیں دیا اس میں تمہیں آزمائے تو بھلائیوں کی طرف سبقت چاہو تم سب کا پھرنا اللہ ہی کی طرف ہے تو وہ تمہیں بتا دے گا جس بات میں تم جھگڑتے تھے۔ (وماعلینا الا البلاغ)۔ (سورہ مائدہ آیت ۴۸)

LEAVE OF ABSENCE

جناب ڈپٹی چیئرمین، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سید مراد علی شاہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ چودہویں اجلاس کے دوران مورخہ 23 جولائی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے' کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین، جناب ایس ایم ظفر ملک سے باہر ہیں اس لیے انہوں نے حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے' کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین، پروفیسر غفور احمد صاحب نے ناسازی طبیعت کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین، مولانا راحت حسین صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے' کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین، جناب ایاز خان مندوخیل گزشتہ چودہویں اجلاس کے دوران

مورخہ 16 تا 23 جولائی ایوان میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے' کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین، صاحبزادہ خالد جان صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 20 اور 23 اگست کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے' کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین، جناب شجاع الملک صاحب نے ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے حالیہ مکمل اجلاس کے لیے رخصت کی درخواست کی ہے' کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Deputy Chairman: I have been asked to give the floor to the Prime Minister, Mr. Prime Minister.

STATEMENT OF THE PRIME MINISTER ON

BALOCHISTAN SITUATION AND DISCUSSION THEREON.

چوہدری شجاعت حسین (وزیر اعظم پاکستان)، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آج بلوچستان کے سلسلے میں جس motion پر بات ہو رہی ہے' مجھے یہاں آنے سے پہلے بھی کہا گیا ہے اور اس کے بعد بھی جب میں وزیراعظم بنا کہ آپ بلوچستان نہیں گئے اور آج شاید ہم نیا schedule دینے والے ہیں جس میں جناب شوکت عزیز صاحب وزیر اعظم منتخب کیے جائیں گے۔ اس سلسلے میں میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جہاں تک بلوچستان کا تعلق ہے' جناب والا! بلوچوں پر تو میرا ایک بہت بڑا ادھار ہے' مجھ پر جو انہوں نے احسان کیا وہ میں کسی طریقے سے واپس کرنا چاہتا ہوں۔ اس سلسلے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ میں نے جو debate سنی اور اس کے بعد میری مختلف لیڈروں سے ملاقات ہوئی' میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ فریضہ ادا کروں۔ جو بلوچستان کے

سلسلے میں confusion کے ساتھ ساتھ ایک ایسی چیز پیدا ہو رہی ہے' جو احساس محرومی کا ایک سلسلہ پیدا ہو رہا ہے' اس بارے میں عرض کروں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ President مشرف نے اقتدار میں آنے کے بعد ہی یہ کہا تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ provincial harmony ہونی چاہیئے' تمام صوبوں کے ساتھ مساوی سلوک ہونا ہونا چاہیئے۔ اس سلسلے میں میری بلوچستان کے بعض لیڈروں سے ملاقات ہوئی' ہماری اپنے پارٹی کے بھی' دوسروں سے بھی' آخر میں ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ بلوچستان کے سلسلے میں ایک کمیٹی بنائی جائے۔ چیئرمین سینیٹ اور Leader of the House باقی پارٹیوں کے ساتھ مل کر ایک کمیٹی بنائیں جو صرف بلوچستان کے معاملات کو خاص طور پر اور provincial harmony کو عمومی طور پر دیکھے کہ یہ کس طریقے سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ کمیٹی اپنی سفارشات جلد از جلد مکمل کرے اور اس کے بعد ایک ایسا سسٹم لایا جائے تاکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہ مسائل ختم ہو جائیں۔ اس سلسلے میں میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا' آپ سے بھی اور کمیٹی سے بھی کہ وہ جس کو چاہیں opt بھی کر سکتے ہیں۔ مجھے اس کے بعد شاید دوبارہ موقع نہ ملے یہاں پر آنے کا' میں House کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں' آپ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں' اس کے ساتھ ساتھ یہ درخواست کروں گا کہ بلوچستان کے ساتھ میرا ایک ایسا رشتہ ہے جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ میں وہ احسان واپس کرنا چاہتا ہوں جو انہوں نے مجھ پر کیا تھا۔ اس سلسلے میں اگر وہ مناسب سمجھیں تو اس کمیٹی میں مجھے بھی opt کر لیں' صدر پاکستان مسلم لیگ ہونے کے ناتے سے تاکہ وہ چیزیں جو میں نے بچپن سے دیکھی ہیں بلوچستان کے متعلق' جب میرے والد چوہدری ظہور الٰہی ایک سال تک کوہلو جیل میں رہے' جب واپس آئے تو جناب والا! یہ ریکارڈ کی بات ہے کہ انہوں نے National Assembly میں جو تقریر کی وہ آج بھی ہمارے کانوں میں گونج رہی ہے۔ بلوچستان میں اس وقت بھی اور اب بھی جو حالات ہیں' اس سلسلے میں میں یہ کہنا چاہوں گا کہ مجھے بھی اس کمیٹی میں رکھا جائے تاکہ میں بھی اپنی خدمات پیش کر سکوں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جناب پرائم منسٹر صاحب۔ وسیم سجاد صاحب! Are you going to take the lead on this or do you want them to speak further.

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، ٹھیک ہے انہیں بولنے دیں پھر آپ resolution لائیں یا جو بھی کرنا ہے۔ جی پروفیسر صاحب! آپ فرمائیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں جناب چوہدری شجاعت صاحب کو بحیثیت وزیر اعظم اس ایوان میں آنے پر خوش آمدید کہتا ہوں اور مجھے بڑی خوشی ہے کہ انہوں نے چاہے کم مدت کے لیے ہی یہ ذمہ داری سنبھالی ہے لیکن کچھ دوسرے وزراء اعظم کی روش سے ہٹ کر سینیٹ کے اجلاس میں شرکت کی اور ایک اچھی پارلیمانی روایت قائم کی۔ مجھے نہ صرف ان کے ساتھ بلکہ ان کے والد محترم چوہدری ظہور الٰہی شہید کے ساتھ بھی کام کرنے کا موقع ملا ہے۔ سیاسی امور پر پالیسی کے معاملات میں اختلاف اپنی جگہ لیکن سیاست میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف میں جو understanding ہونی چاہیے' اس بارے میں ان کا رویہ نہایت مثبت ہے اور ملک میں institutions کو مستحکم کرنے میں positive ہے۔ اس پر میں انہیں مبارک باد بھی پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے یہاں اپنی پہلی تقریر میں یہاں بلوچستان کا جو اہم مسئلہ زیر بحث ہے' اس کے بارے میں مثبت رویہ اختیار کیا ہے۔ میں اسے welcome کرتا ہوں۔ ہم ان کے اس initiative کو welcome کرتے ہیں اور پورے پورے تعاون کا یقین دلاتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہم یہ بھی کہنا چاہتے ہیں کہ سینیٹ کی کمیٹی ہو یا پارلیمانی کمیٹی ہو جو کمیٹی بھی بنے' وہ باہم مشورے سے اور اتفاق رائے سے بننی چاہیے۔ انہوں نے بڑا اچھا کیا ہے کہ اس کے بارے میں اعلان کیا ہے لیکن میں چاہوں گا کہ چیئرمین سینیٹ' Leader of the House اور Opposition کے نمائندے مل کر بیٹھیں اور کمیٹی کے بارے میں جو terms of reference تیار کریں وہ clear ہونی چاہئیں۔ time متعین کریں جس کے اندر اسے اپنا کام مکمل کرنا چاہیے۔ ہمیں یہ تمام چیزیں طے کر لینی چاہیں تاکہ کل ایوان میں اس کی formal approval ہو سکے۔ ایک بنیادی بات میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ ملک کا ہے' کسی پارٹی کا مسئلہ نہیں ہے۔ اس لئے اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ہم سب حزبی وفاداریوں سے بلند ہوکر ملک کے مفاد میں اور خصوصیت سے بلوچستان میں جو بے

اطمینانی ہے' جو لاوا پک رہا ہے' اس کو پیش نظر رکھ کر اس کا بروقت تدارک کریں ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اس تجویز کو welcome کرتا ہوں اور یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ concretely آج ہی ان تمام معاملات کو طے کر لیا جائے تاکہ کل سینیٹ میں کمیٹی کی formal approval ہو سکے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ۔ رضا ربانی صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی : جناب چیئرمین صاحب! سب سے پہلے تو میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے یہ موقع مجھے دیا ۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے چوہدری صاحب وزیر اعظم بننے کے بعد پہلے بھی اس ہاؤس میں تشریف لائے تھے اور ہم نے ان کا خیرمقدم کیا تھا کیونکہ وہ ایک سیاسی شخصیت ہیں اور ہمارے نظریات اور پالیسی کے اختلافات ہو سکتے ہیں لیکن سیاسی کارکن چاہے کسی بھی side سے ہو' چاہے کسی بھی جماعت سے ہو' ہمارے دل میں سیاسی کارکنوں کے لئے عزت و احترام ہے۔

جہاں تک چوہدری صاحب کے کمیٹی کے قیام کے اعلان کا تعلق ہے۔ اس کے متعلق مجھے صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ کاش! چوہدری صاحب کی یہ رائے اقتدار میں بیٹھے ہوئے لوگ پہلے سن لیتے اور یہ operation شروع کرنے سے پہلے سیاسی جماعتوں اور پارلیمان کو اعتماد میں لے لیا ہوتا تو شاید آج جو صورت حال بلوچستان میں موجود ہے' ہم اس صورت حال تک پہنچتے۔ لیکن بہرحال it is better late then never کہ چوہدری صاحب کی رائے prevail کی اور یہ کمیٹی تشکیل دینے لگے ہیں۔ میں یہاں پر یہ کہنا چاہتا ہوں اور اس کی membership کے سلسلے میں' میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ سینیٹ equal representative کی بنیاد پر بنی ہوئی ہے لہذا یہی principle کمیٹی کی تشکیل میں اپنانا چاہیے اور اس میں Opposition اور Government کے نمائندوں کی membership کا جو ratio ہو' وہ بھی equal ہونا چاہیے۔ دوسری جو بات میں آپ کے سامنے عرض کرنا چاہوں گا' وہ یہ ہے کہ پروفیسر صاحب نے جو کہا ہے کہ اس کمیٹی کی بڑی clear cut terms of reference ہونی چاہئیں ۔ یہاں پر لازمی بات ہے کہ جب بلوچستان کی موجودہ صورت حال کی بات ہوگی تو وہاں پر بلوچستان میں موجود احساس محرومی

کا بھی ذکر آئے گا اور جب بلوچستان کی احساس محرومی کا ذکر آئے گا تو دوسرے چھوٹے صوبوں کی احساس محرومی کا بھی ذکر آئے گا۔جب وفاق کی چھوٹی تینوں اکائیوں کا ذکر ہوگا تو پھر بات Provincial autonomy پر بھی آئے گی۔ لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو کمیٹی ہے اس کو جہاں بلوچستان کی موجودہ صورت حال دیکھنا ہے وہاں اس کے ساتھ ساتھ چونکہ یہ دونوں inter-related مسئلے ہیں۔ provincial autonomy کے مسئلے کو بھی اپنے ambit کے اندر رکھنا چاہیئے لیکن جیسے پروفیسر صاحب نے کہا میں اس بات کی تائید کروں گا کہ کمیٹی کے تشکیل دیئے جانے سے پہلے تمام لوگوں کو اعتماد میں لیا جائے اور بڑے واضح الفاظ کے اندر اس کے terms of reference جو ہیں وہ spell out کیے جائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ رضا صاحب' اسفند یار ولی صاحب۔

سینیٹر اسفندیار ولی، جناب چیئرمین! آج حقیقتاً ہم جو چھوٹے صوبوں والے بیٹھے ہیں------' یہاں جو لوگ ساری زندگی یہ چلاتے رہے کہ کوئی سیاسی مسئلہ طاقت کے ذریعے حل نہیں ہو سکتا across the table بیٹھ کر بات چیت کے ذریعے حل ہو سکتا ہے۔ میرا خیال ہے میں ان سب لوگوں کی طرف سے چوہدری صاحب کا مشکور ہوں ان کا شکریہ ادا کروں گا۔حقیقتاً یہ ایک دیرینہ مطالبہ اس ملک کے چھوٹے صوبوں میں رہا ہے۔ ایک مطالبہ جس کو میرے اوپر بیٹھے ہوئے بھائی نیشنلسٹ کا نام دیتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آج یقیناً چوہدری صاحب اور ان کے ساتھیوں نے بڑی ہمت کا مظاہرہ کیا' پولٹیکل ڈائیلاگ سے کوئی بھی پولٹیکل ورکر بھاگ نہیں سکتا۔ آج جو میں نے سنا Balcohistan and provincial harmony جیسے مجھ سے پہلے کہا گیا۔ جناب وہ تب ہی provincial harmony آ سکتی ہے - جب provincial Autonomy کو discuss کیا جائے۔آج اگر گورنمنٹ اور specially چوہدری شجاعت صاحب یہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ ایک issue ہے جس پر بیٹھ کر dialogue ہونا چاہیئے - آپ سے request کی تھی کہ آج بلوچستان پر بات کرنی ہے اور بڑی لمبی چوڑی تقریر ذہن میں لے کر آیا۔ چوہدری صاحب کی تقریر سن کر میری اپنی تقریر تو گئی وہ تو اب میں کر نہیں سکوں گا' لیکن

چوہدری صاحب on behalf of ANP at least, on behalf of all those forces who

میں نے request جناب ایک fight for a fedration in Pakistan I thank you and

آپ نے بھی کہا ہم نے There shoul be a time limit, because we see کرنی ہے کہ

دیکھا ہے ! عام ایک تاثر یہ ہے کہ جس ایشو کو آپ نے side line کرنا ہے تو اس کو کمیٹی کے

حوالے کر دو وہ جا کر پھر غائب ہو جاتا ہے۔

So you should in collaboration with the Government fix a time limit, so that during that time limit, because we are bleeding and the bleeding has not to stoped and that only can get stoped once

I thank you and I once ' یہ جو آج چوہدری صاحب نے offer دی ہے۔ اس پر عملدرآمد ہو

again thank you Choudhary sahib.

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ' اسفند یار ولی صاحب' ویسے ہی ہوگا۔ جی اسحاق ڈار

صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار، بہت شکریہ جناب چیئرمین صاحب! جیسے کہ ہم نے اس ہاؤس میں جمعہ والے دن مختلف تقاریر سنیں اور اس میں جو message تھا وہ یہی تھا کہ ہماری direction یا ہماری handling of the matter جو طریقہ بلوچستان میں ہے وہ ٹھیک نہیں ہے۔ یہ roughly consensus تھی اور آج بھی تقریریں ہونے والی تھیں۔ basically grievances بتائے گئے کہ ان کے resources جو ہیں وہ fairly distribute نہیں ہو رہے ان کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ تو اس کی جو ضرورت تھی یہ چیزیں power handling سے حل نہیں ہوتیں۔

We have had already very bad experience as you know history of the Previous East Pakistan. Exactly the same thing was almost repeated in the last few weeks

میں چوہدری شجاعت صاحب وزیر اعظم پاکستان کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑا

This is the only way, the political solution is the کیونکہ لیا timely dicision

provincial جناب ! اس میں only solution for a federation wherever it exists. harmony کے ساتھ ساتھ ہمیں ان تمام بھائیوں کو یہ جو misperceptions ہوتے ہیں۔ اس کو ہمیں satisfy کرنا چاہیے۔ اگر وہ dams ہیں تو اس پر بھی یہی ہونا چاہیے' اگر وہ بلوچستان کے issues ہیں' ان پر بھی یہی ہونا چاہیے' اگر وہ Frontier کے issues ہیں' ان پر بھی یہی ہونا چاہیے۔ Time and again it has been said کہ جی پنجاب چھوٹے صوبوں کا استحصال کر رہا ہے' ان کے resources use کر رہا ہے۔ اس پر ہمیں ان کو satisfy کرنا چاہیے اور the best solution is to form a committee جو کہ ابھی وزیراعظم صاحب نے announce کی ہے which represents all four provinces in equal proportion. جناب اس House کی it is a time of global challenges, it requires ' اس وقت ہم جس دور سے گزر رہے ہیں national reconciliation, it requires national consensus. آپ کا جس پارٹی سے بھی تعلق ہے ' we should try to keep our country as one and united country. اس سلسلے میں جو دنیا کے think tanks بات کر رہے ہیں 2015ء کے بارے میں' اللہ تعالیٰ ان کی بات کبھی پوری نہ کرے کہ جی اس وقت مختلف پاکستان نقشے پر ہوگا۔ We have to face these challenges. Sir, those challenges cannot be faced alone by the Treasury Benches, everybody, every Pakistani has to be on board اور آج ہم weapons of mass destruction have نے دیکھا' میں اس تفصیل میں نہیں جاؤں گا کہ now proven to be words of mass deception. ہم ان لوگوں کے ساتھ' we have become an ally, we have carried out operation in Waziristan, we have carried out operation in WANA, we have carried out so many things and at the same time.....

جناب ڈپٹی چیئرمین، آپ بلوچستان کے issue کو digress کر رہے ہیں۔

Senator Muhammad Ishaq Dar: Sir, I am just coming on that.

We have been under compensated. I mean, at least we have lost 9 billion

dollars in this process تو میری گزارش یہ ہے کہ'

I am briefed, I know the other people would like to speak. Sir, i pay my compliments to Chaudhry Shujaat sahib, he has taken the right decision in the right direction, the right step at the right time because it might have been late if it was not done today. Thank you very much Mr. Chairman.

Mr. Acting Chairman: Thank you. Sana Baloch sahib.

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے تو میں مشکور ہوں محترم شجاعت حسین صاحب کا جنہوں نے انتہائی فہم و فراست' دانش اور سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بلوچستان کے معاملے کو سمجھنے کی کوشش کی اور کسی بھی سیاسی جماعت سے تعلق رکھنے والے مدبر قیادت کی یہ ضرورت ہوتی ہے کہ وہ معاملات کو فہم و فراست کے ساتھ سمجھنے اور ان معاملات کو مذاکرات اور گفت و شنید کے ذریعے حل کرنے کی کوشش کرے اور اس میں پیش رفت کرے۔ انہوں نے اس سلسلے میں جو کمیٹی کی تجویز دی ہے' میرے خیال میں یہ ایک خوش آئند فیصلہ ہے اور جس طرح میرے دیگر ساتھیوں نے' محترم پروفیسر خورشید صاحب' محترم رضا ربانی صاحب' اسفندیار ولی صاحب' ڈار صاحب' سب دوستوں نے فرمایا' اس میں یہ بات ہمیں ملحوظ خاطر ضرور رکھنی چاہیے کہ اس کا ایک timeframe ہو جس کے terms of reference بالکل clear ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر وہ مناسب وقت میں' جو ایک وقت مقرر کیا جائے گا' اس وقت میں اپنی recommendations یا سفارشات مرتب کرکے دونوں ایوانوں میں پہنچا دیں تو میرے خیال میں جناب والا! اس میں کافی جو قباحتیں ہیں' جو تشویش ہے' جو ایک سنجیدہ سی صورتحال ابھر کر سامنے آ رہی ہے' وفاق اور صوبوں کے درمیان' اس کا بھی خاتمہ ہو سکتا ہے۔ ہماری دوسری گزارش یہ ہے کہ چوہدری صاحب' ہماری تو خواہش تھی کہ چوہدری صاحب continue کرتے' ان کی پارٹی کے اندرونی فیصلے ہیں' ان کی پارٹی کے اندرونی معاملات ہیں۔ شوکت عزیز صاحب بھی ایک سنجیدہ شخصیت ہیں اور ہمارے ساتھیوں میں سے ہیں۔ پاکستان مسلم لیگ اور خصوصاً چوہدری صاحب اور ان کے دوست اس فہم و فراست کا مظاہرہ جو ابھی کیا جا رہا ہے' اس

کو وہ continue کریں' اس کو اسی طرح جاری رکھیں تاکہ صوبوں میں پائی جانے والی تشویش کا خاتمہ ہو۔

تیسری اور آخری بات چھوٹی سی میں یہ کرنا چاہوں گا کہ بلوچستان کے معاملات آئینی اور سیاسی اصلاحات کے بغیر Constitutional and Political arragement کے بغیر حل نہیں ہوسکتے۔ جب Constitutional and political arrangements کرنے ہم جائیں گے تو اس کا اثر دوسرے صوبوں پر بھی پڑے گا' اس کے مثبت اثرات دوسرے صوبوں پر پڑیں گے۔ Provincial autonomy صرف بلوچستان کا مطالبہ نہیں رہا' دوسرے صوبوں کا بھی مطالبہ رہا ہے۔ لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کمیٹی میں equally جو بھی represented صوبے ہوں ہمیں اس سے انکار نہیں اور تمام صوبوں کے دوست concrete constitutional and political اصلاحات کے ساتھ آئیں تاکہ جلد از جلد پاکستان کو ایک comprehensive اور ایک true federation کے طور پر متعارف کروانے میں ہم سب کامیاب ہوسکیں۔ میں ایک مرتبہ پھر چوہدری صاحب کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ۔ کامل علی آغا صاحب 'Do you want to speak? آپ اپنے ہاتھ اٹھائیں کس کس نے بولنا ہے۔ Alright.... I got you

سینیٹر کامل علی آغا، شکریہ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ آج جناب چوہدری شجاعت حسین صاحب نے چند دنوں کے اندر بطور وزیراعظم سینیٹ میں دوسری مرتبہ تشریف لاکر ایک اہم issue پر ایک نئی مثال قائم کی ہے اور سب سے بڑی بات کہ یہ اجلاس جو کہ اپوزیشن کے مطالبے پر ایک خاص مسئلے پر بلایا گیا تھا اس میں انہوں نے جس طریقے سے نوٹس لیا ہے اور جیساکہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے بحث کو سن کر یہ فیصلہ کیا کہ اس پر کمیٹی تشکیل دیجائے اور پھر یہ نہیں کہ ایک روایتی انداز کے اندر اس کمیٹی کو بھی وہ announce کردیتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کہنا کہ اس کمیٹی کو چیئرمین سینیٹ اور جناب قائدایوان تشکیل دیں گے اس کا مطلب ہی یہی ہے کہ یہ مشاورت سے ہوگی اور اپوزیشن کی طرف سے یہ کہنا کہ اس کو مشاورت سے بنایا جائے یہ بلاجواز ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی spirit بھی یہی ہے کہ

اس کو مشاورت سے بنایا جائے گا اور پھر وزیراعظم صاحب کی طرف سے یہ کہنا کہ سینیٹ کی کمیٹی اس لئے تشکیل دی جا رہی ہے کہ سینیٹ کے اندر چاروں صوبوں کی نمائندگی برابر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ sincerity ہے' یہ خلوص نیت ہے اور وہ خلوص نیت ہے جس کے جناب چوہدری شجاعت حسین صاحب سیاست کے اندر علمبردار ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ سیاست کے اندر جس رواداری اور خلوص نیت کا انہوں نے رواج ڈالا ہے انشاء اللہ یہی اب مجبوری ہوگی آئندہ آنے والوں کے لئے بھی کہ وہ سیاست کے اندر اس قسم کی رواداری اور اخلاقی طرز عمل کو اپنائیں۔

جناب والا! میں اس پر یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ بلوچستان کے اندر law and order کے مسئلے کو اچھالا جا رہا تھا' میں سمجھتا ہوں کہ چوہدری صاحب کی اس جہد کے بعد اس کوشش کے بعد اور اس کمیٹی کی تشکیل کے بعد ایک ایسا سلسلہ چل نکلے گا کہ سیاست میں جو بلاجواز issues create کئے جاتے ہیں اس پر یہ طریقہ کار ہی بہتر رہے گا کہ اس کے توڑ کے لئے Parliament کے اندر سے اس قسم کی committees کو تشکیل دیا جائے جو واقعی limited period کے اندر جیسا کہ وزیراعظم نے ابھی پارلیمانی پارٹی کی meeting میں بھی یہ فرمادیا کہ یہ کمیٹی جو ہے بلاتاخیر اپنی رپورٹ پارلیمنٹ کے اندر پیش کرے گی اور انشاء اللہ آئندہ کے لئے یہ سلسلہ کہ صرف point score کرنے کے لئے سیاست کے اندر اس قسم کے issues create کئے جائیں جو کہ ملک کی سلامتی اور یکجہتی کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہوں تو میں سمجھتا کہ اس کے اوپر وزیراعظم نے جو یہ سلسلہ شروع کیا ہے انشاء اللہ یہ ملک کی سلامتی اور یکجہتی اور اس کی بقاء کے لئے ایک بہتر قدم ہوگا۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جناب۔ محترمہ زبیدہ جلال صاحبہ۔ کنرانی صاحب میں آپ کی طرف آرہا ہوں۔ جی محترمہ۔

Mrs. Zubaida Jalal: With your permission honourable Chairman, I first of all like to thank the Senators from the Opposition Benches for accepting the honourable Prime Minister's suggestion for setting up a committee to discuss the situation prevailing in Balochistan. I

would not want to say anything more after the honourable P.M speaking himself, this is his magnanimity, this is his greatness and I would also like to add that this is his love for his people, the people of Pakistan and his consideration for them, to be so magnanimous in offering this dialogue or discussion on Balochistan. At least with the members of the Senate initially and as the Chairman Senate and this House deems better may be a Parliamentary committee but as first and foremost as the honourable Prime Minister set a committee within the Senate. I would also like to thank him on behalf of the people of Balochistan but I would also like to make a clarification here that the confusion where when we say that there is an operation going on in Balochistan is not the true picture that we are giving to the people and especially as the rep from Gawadar and Turbat knowing the reality there, knowing what is happening, is just trying to get out a handful of miscreants who have entered into that area and it is not an operation, please let us not compare this to the early 70s. I would not like to go into the history or why it came about, how it came about, who brought it about but let us be clear and not try to confuse our own people between two different issues. I just like to end with this but if this House deems it O.K within themselves to also have needed as the rep from Gawadar and Turbat, though I am from the National Assembly but actually the elected member who is representing that area, I would also like to be part of this committee. Thank you very much.

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much.

امان اللہ کنرانی صاحبہ۔

سینیٹر امان اللہ کنرانی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے اس House کا اور خاص طور پر آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے بلوچستان کے issue پر اور صرف اور صرف بلوچستان کے issue پر اس House کا اجلاس summon کیا اور آج اسی اجلاس کے توسط سے، اسی اجلاس کے بلانے کی اہمیت کے پیش نظر یہ debate گزشتہ دن سے جاری ہے۔ میں چوہدری شجاعت حسین صاحب کو اپنی طرف سے اپنی پارٹی، جمہوری وطن پارٹی کی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے حقائق کا سامنا کرتے ہوئے اور حقائق کو محسوس کرتے ہوئے، نہ صرف آج بلکہ اس سے پہلے بھی بلوچستان کے لوگوں کے بارے میں statement دی۔ اگرچہ بلوچستان کے عوام کو کسی سے حب الوطنی کا certificate لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ چوہدری صاحب کی greatness ہے کہ انہوں نے اس کا واضح اظہار بھی کر دیا ہے کہ کوئی بھی پاکستانی اگر اپنا حق مانگتا ہے تو اسے غدار نہیں کہا جا سکتا۔ یہ وتیرہ ختم ہونا چاہیے اور جس قسم کے لوگ اس طرح کے شبہات پیدا کرتے ہیں، دراصل وہی غدار ہوتے ہیں، دراصل وہی agent provocateur ہوتے ہیں جو misunderstandings پیدا کر کے اپنی چھوٹی سی خواہش کی خاطر، اپنی وزارتوں کی خاطر، اپنی ممبری پکی کرنے کے لئے حکومتوں اور ان ضمنی حقائق کے درمیان مسائل پیدا کرتے ہیں اور ان مسائل کے نتائج ماضی میں بڑے تلخ رہے ہیں۔ دنیا میں اب یہ امر جاری ہے اور فیصلہ کیا جا رہا ہے کہ decentralization ہونی چاہیے۔ اس امر کا اشارہ جنرل مشرف نے 12 اکتوبر کو اپنے devolution plan میں دیا اور سات میں سے دو نکات اسی پر رکھے تھے کہ provincial harmony ہو گی اور devolution of power ہو گی۔ مگر بدقسمتی سے گزشتہ چار پانچ سال کے دوران اس کے برعکس عمل کیا جاتا رہا اور اس کے نتیجے میں آج اس House کے توسط سے آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ چوہدری صاحب کے سامنے ہم نے عرض کیا تھا کہ کوہلو کے اندر operation جاری ہے، اس کو روکیں اور on minutes بھی ہو گا اور پر بھی ہو گا۔ ہم نے یہ بھی یاد دلایا تھا کہ کوہلو سے آپ کی یادیں وابستہ ہیں الحمد للہ آج چوہدری صاحب نے ان یادوں کو

تازہ کر دیا ہے اور اس کا خود ہی اظہار کر دیا۔ اس حوالے سے ہم نے عرض کیا تھا وہ آپریشن آگے بڑھ رہا ہے اور یہ آپریشن بلوچستان میں پھیل بھی سکتا ہے۔ محترمہ زبیدہ جلال سے معذرت کے ساتھ، آپ نے دیکھا کہ 24 جولائی کو دشت کنڈان میں ہیلی کاپٹروں کے ذریعے حملے کئے گئے اور وہ آپریشن پسنی اور جیونی کے علاقوں میں بھی جاری رہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ مجھے یہ کہتے ہوئے کوئی عار نہیں ہے کہ شکر ہے کوئی civilian casuality نہیں ہوئی، شکر ہے کوئی بھی آدمی گرفتار نہیں ہوا اور کہیں بیچارے گرفتار ہوئے بھی تھے تو اِدھر اُدھر کے لوگ ہوں گے، کسی کو بھی گرفتار نہیں کیا جا سکا۔ گورنمنٹ کے پاس آج بھی کوئی ایسا ثبوت نہیں ہے کہ کون سا دہشت گرد گرفتار کیا گیا ہے اور کسے چالان کیا گیا ہے اور اس نے کون سا offence کیا ہے۔ یہ معلومات دی جا رہی ہیں کہ on the record آ جائے۔ اسی طرح آرمی کا اور دوسری agencies کا نقصان ہوا ہے۔ جس طرح کہ اس سے پہلے بہت سے علاقوں میں ہوتا رہا کہ وہاں پر دو ہیلی کاپٹر گرے ہیں، وہاں پر 9 فوجی شہید ہوئے ہیں، وہاں مکران میں چینی مارے گئے ہیں اور ڈیرہ بگٹی کوہلو میں بہت سے لوگوں کی جانیں ضائع ہوئیں۔ ہمارے ARD کے نمائندے رضا ربانی صاحب، اسفندیار ولی صاحب اور ڈار صاحب سب نے اس بات کا اظہار کیا کہ اگر اس امر کا ادراک پہلے کیا جاتا تو ایسا نہ ہوتا اور آئندہ آنے والے بھی اس بات کا ادراک کریں اور چھوٹی چھوٹی باتوں سے آگے نکلیں، خوشامد سے آگے نکلیں اور وہ لوگ جو اپنی وزارتوں اور اپنی سیٹوں کی خاطر غلط معلومات دیتے ہیں ان کی معلومات سے ہٹ کر زمینی حقائق کا سامنا کریں۔

جناب! آج وہاں پر 35 فوجی مارے گئے ہیں، 2 ہیلی کاپٹر گرائے ہیں، 21 افراد زخمی ہوئے ہیں، اس صورتحال کا اگر اب بھی ادراک نہیں کیا جاتا اور اگر اب بھی یہ کہا جائے کہ سب امن ہے، کچھ بھی نہیں ہو رہا ہے، وہاں سب چیزوں کو ہم face کر لیں گے تو یہ چھوٹے لوگ نہ مشرقی پاکستان کو face کر سکے ہیں، نہ یہ چھوٹے لوگ آج کی وفاقی اکائیوں کے جذبات کو face کر سکیں گے۔ اس لئے جو کچھ چوہدری صاحب نے کیا ہے، اسے بڑی خوشدلی کے ساتھ، عزم اور حوصلے کے ساتھ کہ ہمارے ساتھ جو گزشتہ 57 سال سے سلوک ہے اس سے ہٹ کر واقعی ایک عملی وفاقی سلوک صوبائی خود مختاری کے لئے کیا جائے گا۔ جمہوری وطن پارٹی نے اس سے بہت پہلے 1998ء میں، میں نواز شریف صاحب کا بھی شکرگزار ہوں کہ انہوں نے اپنے دور حکومت

میں ہماری صوبائی خود مختاری کے Bill کو سینیٹ کے حوالے کیا' آج بھی وہ صوبائی مختاری کا Bill سینیٹ کی پراپرٹی ہے اور آج بھی جب کمیٹی بنے گی تو انشاء اللہ provincial autonomy کے حوالے سے پورے وفاق کو حقیقی وفاق بنانے کے لئے ہم اپنا کردار ادا کریں گے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ۔ جی خالد رانجھا صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا، جناب چیئرمین صاحب میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا بالخصوص اس موضوع پر بات کرنے کے لئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج جو House consensus ہے وہ یہ ہے کہ وزیر اعظم نے جو proposal پیش کی ہے' یہ ایک حل ہے اس مسئلے کا اور سب سے پہلے اس proposal کے بعد ہم سب کو اپنے انداز تقریر میں تھوڑی تلخی کم کرنی چاہیے۔ کنرانی میرے چھوٹے بھائی ہیں لیکن میں پیار سے کہہ رہا ہوں کہ تلخی جب تک کم نہیں ہو گی اس وقت تک مسئلے کا حل نہیں نکلے گا۔ میں یہ بھی کہوں گا کہ بلوچستان کے دوست اِدھر بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور اُدھر بھی بیٹھے ہوئے ہیں' سیاست میں مختلف رویے ہوتے ہیں' ہم کہتے ہیں کہ so and so the doves in politics, so and so the hawks in politics. لہذا میں بڑے ادب سے وزیر اعظم صاحب سے ' Leader of the Opposition سے Leader of the House سے کہوں گا کہ جب وہ کمیٹی choose کرتے ہیں تو بالخصوص جو دوست بلوچستان سے تعلق رکھتے ہیں ان میں جو hard liners ہیں' ان کا بہت احترام ہے لیکن کمیٹی تب کامیاب ہو گی جب آپ اس میں soft liners رکھیں گے۔ سب سے پہلے تلخ گفتار کم ہونی چاہیے۔ جب ہم چناؤ کرتے ہیں کہ جی اس میں کون لوگ ہونے چاہییں تو میری آپ سے بڑے ادب سے گزارش ہو گی کہ بالخصوص بلوچستان کے صوبے سے جب دیکھیں گے تو وہ لوگ لیجیئے جو soft liners ہیں' میں سمجھتا ہوں اس سے مسئلہ بہتر حل ہو گا۔

پروفیسر خورشید صاحب نے بڑی اچھی بات کی کہ time frame' اس کے بغیر یقیناً اس کمیٹی کا قطعاً کوئی فائدہ نہیں ہے لیکن time frame تب ہوتا ہے جب agenda میں وہ پھیلاؤ نہ ہو کہ جس کا اشارہ بھائی رضا ربانی کر رہے تھے۔ we may go to discuss all the nuts and bolts of disputes. تو شاید آپ کبھی بھی اس کام کو مکمل نہیں کر پائیں گے۔ میں

کہوں گا کہ سب سے پہلے ہمیں تعین کرنا چاہیے کہ agenda بالخصوص ہم نے کیا رکھنا ہے؟ جسے ہم terms of reference کہتے ہیں' اس کو جتنا مختصر رکھیں گے اتنا ہی بہتر ہوگا۔ بیشک آپ دس کمیٹیاں بنا دیں۔ ہر issue پر باری باری کمیٹیاں بنا دیں لیکن first of all جو چیزیں سب سے زیادہ آج hurt کر رہی ہیں ان کو identify کریں۔ اس کو identify کرکے' ان terms کے مطابق وہ لوگ بیچ میں لے کر آئیں اور اس کے بعد time frame دیں۔ تمام issues اس میں لے کر آئیں گے۔ اب یہ بھی لے کر آئے ہیں کہ باقی صوبوں کی محرومیاں کیا کیا ہیں۔ جب محرومیاں شروع ہوتی ہیں we cluster the problems. میری یہ request ہے کہ let's not cluster the problems. Let's identify one basic issue today جس کے اوپر یہ بحث شروع ہوئی تھی اور اس کے اوپر آپ کمیٹی بٹھائیں اور پھر time frame ضرور دیں۔ Thank you very much.

جناب ڈپٹی چیئرمین، رضا محمد رضا صاحب۔

سینیٹر رضا محمد رضا، شکریہ جناب چیئرمین۔ سب سے پہلے میں پشتونخواہ ملی عوامی پارٹی اور محکوم قوموں کی تحریک یونم کی نمائندگی سے جناب وزیر اعظم چوہدری شجاعت حسین صاحب کے اختیار کردہ مثبت طرز عمل کو اس ملک کے سنگین مسائل کے حل کے لئے نیک شگون قرار دیتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جناب چیئرمین! بلوچستان کا مسئلہ جتنا سنگین ہے اتنا ہی اس ملک کی دیگر وفاقی وحدتوں پشتون' سندھی اور سرائیکی کا مسئلہ ہے۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ 57 سال کے بعد ہم نہایت بنیادی اور انتہائی اہم مسائل پر بحث کرتے ہیں۔ اگر اس ملک کی وفاقی وحدتوں کے اختیارات کا تعین اور ان کے حقوق کا تعین 1940ء کی قرارداد کی اصل روح کے مطابق ہوتا' اس ملک کی وفاقی وحدتوں کے سیاسی' معاشی اور ثقافتی حقوق و اختیارات کا تعین ہوتا' اس ملک کی مقننہ' انتظامیہ اور عدلیہ کے دائرہ اختیار کا تعین ہوتا تو آج شاید ہمیں اتنے سنگین مسائل کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔

جناب چیئرمین! آج بلوچستان جس مسئلے سے دو چار ہے' اس کا اصل سبب سیاسی' معاشی اور ثقافتی اختیارات سے وہاں کے عوام کی محرومی ہے۔ یہی کیفیت پشتونخواہ وطن کی ہے۔

پشتون سرزمین چار حصوں میں منقسم ہے۔ ان کی ملی وحدت اور ملی شناخت نہیں ہے۔ ان کے تمام وسائل، تمام حقوق واختیارات سے ان کی محرومی ہے۔ اس ملک کی بہت بڑی کروڑوں کی آبادی سرائیکیوں کا صوبہ نہیں ہے۔ اس ملک کے ایک اہم federating unit سندھ کے حقوق و اختیارات کا تعین نہیں ہے۔ اگر آج ہم اس ایوان میں جو وفاق کا نہایت نمائندہ ایوان ہے اور تمام وفاقی وحدتوں کی یہاں پر برابر نمائندگی ہے۔ ہمارے چوہدری صاحب خود بھی اس ملک کے ماضی کی تمام صورتحال سے بخوبی واقف ہیں۔ اس ملک کے مسائل سے ان کو آگاہی حاصل ہے۔ اگر مسائل کا مستقل اور پائیدار حل ہم نہیں نکالتے، اگر آج ہم بلوچستان پر requisition کر رہے ہیں، تو کل یہ requisition پشتونخواہ کے مسئلے پر ہوگا۔ تیسرے دن یہ سندھ کے مسئلے پر ہوگا۔ چوتھے دن وہ سرائیکستان کے مسئلے پر ہوگا۔ تو ہمیں امید ہے اور بجا طور پر امید ہے کہ یہ ایک کہنہ مشق سیاستدان ہیں اور یہ امر بھی خوش آئند ہے کہ وہ ایک حکمران پارٹی کے صدر ہیں اور ان کی اپنی خواہش ہے کہ اس کمیٹی میں ان کی شمولیت بھی ہو۔ یہ اور بھی خوش آئند ہے۔ تو ہمیں بجا طور پر یہ امید ہے کہ اس ملک کے نہایت ہی سنگین مسائل کے حل کے لئے یہی طرز عمل جاری رہے گا جو چوہدری شجاعت حسین صاحب نے اختیار کیا ہے۔ اس کے مثبت نتائج کے لئے انتہائی خلوص کے ساتھ کام کیا جائے گا تب اس ملک کے مسائل کا پر امن حل ممکن ہو سکے گا۔ اس کے ساتھ اپوزیشن نے جو استدلال دیا ہے کمیٹی کے time frame اور اس کی شرائط کے حوالے سے تو اس پر میں ان کی رائے کی تائید کرتا ہوں اور میں ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں جناب وزیر اعظم کا کہ انہوں نے اپنی وزارت عظمیٰ کے اختتام پر نہایت مثبت قدم اٹھایا ہے جس پر ان کا احترام کیا جائے گا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ رضا صاحب۔ محمد علی درانی صاحب۔

سینیٹر محمد علی درانی، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں وزیر اعظم پاکستان جناب چوہدری شجاعت حسین صاحب کو مبارکباد دینا چاہوں گا----

Mr. Deputy Chairman: Can we have less chattering in the

House.

سینیٹر محمد علی درانی، کہ ان کا ایک مسلسل رویہ ہے جب سے یہ نیا set up بنا ہے کہ اختلاف رائے کو conflict تک لے جانے کے بجائے، ٹکراؤ تک لے جانے کے بجائے اس کو dialogue کے نتیجے میں resolve کیا جائے۔ اس کی پاکستان کی تاریخ کی ایک classic مثال جو ہے وہ ہم نے ایل ایف او کے issue پر دیکھی اور وہ بھی جناب چوہدری صاحب کی حکمت، دانش اور دور اندیشی کا نتیجہ تھا کہ ایک بہت بڑے issue کو انہوں نے ڈائیلاگ کے ذریعے resolve کرانے میں ایک اہم کردار ادا کیا اور اس وقت بھی جو offer انہوں نے دی ہے اس کے نتیجے میں، میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے سیاسی کلچر میں ایک تبدیلی کا ایک نیا انداز داخل ہو رہا ہے جس میں کہ منتخب ادارے جو ہیں ان کی اہمیت بھی بڑھے گی اور منتخب افراد کی عمومی credibility عوام کے اندر بھی یقیناً بڑھے گی۔

میں چند پریکٹیکل باتیں اس issue کے reference سے کرنا چاہ رہا تھا پہلی بات تو میں، جیسے رانجھا صاحب نے کہا، اسی کو آگے بڑھاؤں گا کہ اس کے لئے terms of reference کو identify کرنے کے لئے ہمیں وہ تمام احتیاطیں ملحوظ خاطر رکھنی چاہئیں جو اس تمام situation کو کسی limit میں لا سکتی ہیں۔ جو time کا issue ہے وہ یقیناً terms of reference کے ساتھ رہے گا۔ میری اس سلسلے میں تجویز ہے کہ جو بنیادی resolution تھا اس کے اندر بھی Law and order کا مسئلہ جو تھا اس کو اٹھایا گیا تھا اس کی terms of reference کو بلوچستان کے اندر Law and order کی situation کو بہتر کرنے اور اس سے related جو recommendations ہیں ان کی طرف اگر ہم لے جائیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان parameters کے اندر آ جائے گا جن parameters میں یہ discussion شروع ہوئی تھی اور اس چیز کا امکان بھی کیا جا سکتا ہے کہ اسکے نتیجے میں ہم ایک معینہ مدت کے اندر کسی نتیجے تک بھی پہنچ سکیں گے، ورنہ پھیلانے کے لئے تو sky is the limit پچھپن سال سے آج تک کے تمام مسائل کو اٹھایا جا سکتا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس کو اگر _____

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، درانی صاحب ، اگر مختصر کردیں کیونکہ There are a lot of speakers.

سینیٹر محمد علی درانی، جناب میں بہت مختصر بات کروں گا۔ جناب آخری بات --- جناب آپ بیچ میں بول پڑتے ہیں اور tempo ٹوٹ جاتا ہے - میں تو ویسے بھی بہت مختصر بات کرنے کا عادی ہوں۔

دوسری بات جو میں کرنا چاہوں گا وہ یہ ہے کہ خواہ اُس side پر بیٹھے ہوئے Parliamentarians ہوں یا اِس side پر بیٹھے ہوئے Parliamentarians ہوں ہمیں حکومت اور state کے درمیان ' State and Government کے درمیان ضرور فرق رکھنا چاہیے۔ میں اپنے اپوزیشن کے دوستوں سے بھی کہوں گا کہ دہشت گردی کا issue ہو یا وہ issues ہوں جو یقیناً پاکستان کی سالمیت سے متعلق ہیں ان کے اوپر ہاؤس کے دونوں طرف وہی سوچ ہونی چاہیے جس سوچ کا مظاہرہ جو ہے وزیر اعظم پاکستان جناب چوہدری شجاعت حسین صاحب نے کیا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ - اسفند یار ولی -

سینیٹر اسفند یار ولی، جناب چیئرمین ! میری آپ سے درخواست یہ ہے کہ ایک party President , Chaudhry sahib is not only the Prime Minister of thecountry , he is the President of the Pakistan Muslim League . If the President of the party and the Prime Minister gets up and makes a categorical policy statement on the floor of the House .

(اس مرحلے پر بجلی فیل ہوگئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین، اس کی ضرورت نہیں ہے - میں کہہ رہا ہوں کہ اس کو شارٹ کریں - No, I totally agree that is why I said that let us ایک ایک دو دو منٹ بولیں۔

رخسانہ زبیری صاحبہ۔

سینیٹر وسیم سجاد، جناب چیئرمین صاحب ! میرا خیال ہے اس جانب سے بھی

I would like to ضرورت نہیں ہے تجاویز کی اور ہماری جانب سے بھی ضرورت نہیں ہے wind up so that we can .....

Mr. Deputy Chairman: I mean, two speakers from this side and two from that side.

Do you want to speak? کیا کہتا ہے consensus نہیں نہیں

Senator Wasim Sajjad: I think sir, there is no need.

جناب ڈپٹی چیئرمین: اچھا پھر مہیم خان کو دے دیتے ہیں، مہیم خان کو بولنے دیں۔

سینیٹر مہیم خان بلوچ: جناب چیئرمین! بلوچستان کے ناتے سے اس ایوان میں، میں دو دن سے جو اظہار خیال سن رہا ہوں، اپوزیشن کے دوست جن کی طرف سے requisition جمع ہوئی ہے اور اپنے Treasury Benches کے دوست جنہوں نے بلوچستان کی صورتحال پر اظہار خیال کیا وہ میرے خیال میں بلوچستان کے دکھ اور سکھ میں برابر کے شریک ہیں۔ آج ہمارے ملک کے وزیر اعظم اور پاکستان مسلم لیگ کے صدر اور اس ملک کے بہت سلجھے ہوئے، دیانت دار، مخلص اور سیاسی بصیرت رکھنے والے حکومت کے سربراہ، وزیر اعظم جناب شجاعت حسین صاحب نے آکر یہاں ایسا اظہار خیال کیا جس سے میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی مسائل حل ہوں گے۔ انہوں نے کمیٹی کی جو بات کی ہے کہ وہ کمیٹی بلوچستان میں جائے، وہاں کے ہر طبقہ فکر اور عوام سے ملے، ان لوگوں کے مسائل کو محسوس کرے اور مشاورت مرتب کرکے اس ایوان میں لائے۔ ایوان اس مشاورت کو unanimously حکومت کے حوالے کرے تاکہ جو مسئلہ وہاں محسوس ہو رہا ہے وہ آگے نہ جائے اور حل ہو اور اس ملک کی یکجہتی کو تقویت پہنچے۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ عرض کروں گا کہ یہ کمیٹی اس پورے ایوان کے معزز اراکین پر مشتمل ہوگی جس میں چاروں صوبوں کی نمائندگی ہے۔ میں نے اپنی پارلیمانی میٹنگ میں بھی کہا اور اب بھی کہوں گا کہ اس کمیٹی میں first of all parliamentarians and political لوگ ہوں، وہ لوگ جو اس ملک کی سیاست سے تعلق رکھتے

ہیں، جو عوام میں سے ہیں، ایسے لوگوں کا اس کمیٹی میں ہونا ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی، جناب والا! میں چوہدری صاحب کا انتہائی مشکور ہوں کہ پہلی بار انہوں نے ایک خاص مسئلے پر ایکشن لیتے ہوئے بذات خود آ کر اس ایوان میں اعلان کیا۔ یہ ان کی فراخدلی، حکمت عملی یا وہ جو ہر وقت مشورے کے ساتھ چلتے ہیں، یہ اس کا ثبوت ہے جو انہوں نے اس ایوان میں آ کر دیا ہے۔ اپنی term of Prime Ministership میں بلوچستان کے مسئلے میں انہوں نے ایک تو یہ قدم اٹھایا ہے حالانکہ اس سے پہلے ہم یہاں چیختے، چلاتے تھے لیکن پہلی بار ہمارے چیخنے چلانے پر action لیا گیا اور کمیٹی کی منظوری دے دی۔ دوسرا انہوں نے PTCL کے کارکنوں کو permanent کرنے کا جو حکم دیا ہے میں تمام قوم کی طرف سے ان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے عوام کے لیے ایک بہت بڑا کام کیا ہے۔

دوسری بات پروجیکٹ کے حوالے سے ہے، چونکہ میں مکران سے تعلق رکھتا ہوں اور وہاں لوگ ترقی چاہتے ہیں، ہماری کچھ reservations ہیں اور مطالبے ہیں۔ اس کمیٹی کو بااختیار کیا جائے اور یہ منتخب نمائندوں پر مشتمل ہو۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، وسیم سجاد صاحب، Leader of the House.

سینیٹر وسیم سجاد، جن خواتین و حضرات نے تجاویز دیں، ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ میں جناب چیئرمین! جناب وزیر اعظم شجاعت حسین صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آج وہ ایوان میں تشریف لائے اور ایک بہت اہم فیصلے کا اعلان کیا۔ یہ فیصلہ چوہدری صاحب کی سیاسی بصیرت اور ان کے سیاسی تجربے کی عکاسی کرتا ہے۔ پچھلے چند دنوں سے چوہدری صاحب نے اس سلسلے میں بلوچستان کے جو leaders ہیں ان سے ٹیلیفون پر بات کی، کچھ Leaders سے وہ ذاتی طور پر ملے اور جس طرح کہ انہوں نے فرمایا کہ سینیٹ میں جو debate ہو رہی تھی اس پر بھی انہوں نے خصوصی توجہ دی اور وہ ان احساسات سے اور ان معاملات سے بخوبی آگاہ ہیں جن خدشات کا، جن احساسات کا، جن نظریات کا اس ایوان میں ذکر کیا گیا۔ یہ جو کمیٹی تشکیل دینے کی تجویز دی گئی ہے، مجھے خوشی ہے کہ ایوان کی تمام parties نے اس کا خیر مقدم کیا ہے۔ ہمارا

سیاسی اور پارلیمانی نظام ایسا ہے کہ کئی مرتبہ ہم صرف سیاسی مخالفت کی وجہ سے ایک دوسرے کی تجاویز کی مخالفت کرتے ہیں اور ایسے کم مواقع ہوتے ہیں کہ ایک ایسا فیصلہ کیا جاتا ہے جس کا ہر جانب سے خیر مقدم کیا جائے۔ تو ہمیں خوشی ہے کہ اس کا خیر مقدم کیا گیا۔ اس جانب سے تجاویز دی گئیں کہ اس کمیٹی کی تشکیل کے سلسلے میں مشاورت سے کام کیا جائے۔ میرے خیال میں چوہدری صاحب نے پہلے ہی یہ وضاحت کر دی ہے کہ یہ کمیٹی جو تشکیل دی جائے گی، چیئرمین سینیٹ، Leader of the House کے مشورے کے ساتھ اس کی تشکیل کریں گے۔ Terms of reference کے بارے میں بھی انہوں نے یہی فرمایا ہے اور provincial harmony کے سلسلے میں خصوصی طور پر بلوچستان کا ذکر بھی آیا ہے لیکن انہوں نے یہ وضاحت کر دی ہے کہ اس کمیٹی کا مقصد یہ ہو گا کہ صوبوں اور federation کے درمیان تعلقات کو بہتر بنانے میں کیا تجاویز کمیٹی دے سکتی ہے اور وہ تجاویز کمیٹی دے تاکہ اس پر مزید پیش رفت کی جائے۔ میرے خیال میں تمام جو باتیں کی گئی ہیں پہلے ہی چوہدری صاحب نے ان کا ذکر کر دیا ہے۔ اب مزید میرے خیال میں اس پر بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور انشاء اللہ جناب والا! آپ کے مشورے کے ساتھ، ہماری Opposition parties کے مشورے کے ساتھ ہم ضرور اتفاق رائے پر پہنچ جائیں گے تاکہ کمیٹی کی تشکیل ہو اور اس کو formally اس ایوان سے منظور کرایا جائے۔ بہت بہت شکریہ۔

Mr. Deputy Chairman: You don't want to move it in the form of resolution to form this Committee. You want to do that.

سینیٹر وسیم سجاد، اس پر بات کر لیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، ہاں وہ کمیٹی بنا کر پھر put in resolution and then fix it کیا ہے point of order up. Thank you very much.

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، جناب وزیر اعظم صاحب اور وزراء صاحبان سے گزارش یہ ہے کہ یہ مسئلہ چاروں صوبوں کی خودمختاری کا ہے۔ میرے خیال سے کمیٹی سے مسئلہ حل نہ ہو گا، سیدھے سیدھے 1973 کے آئین کے مطابق جو provincial autonomy ہے

اس پر وزیر اعظم صاحب آج کار خیر کرتے جائیں اور انشاء اللہ تاریخ کے سنہری حروف میں ان کا یہ بیان لکھا جائے گا۔ وزیر اعظم صاحب سے ہماری گزارش یہ ہے کہ بلوچستان کے مسئلے پر یہ دیکھا جائے کہ law and order کی situation کو create کون کرتے ہیں اور کچھ حکومت میں دوستوں کی طرف سے جو غیر ذمہ دارنہ بیان دیئے جاتے ہیں کیا وہ جلتی پر تیل کا کام تو نہیں کر رہے۔ اس کا notice لیا جائے اور اس بات کا اگر ببانگ دہل اعلان کیا جائے کہ یہ state صرف sitting Ministers کی ہے اور پورے چودہ کروڑ عوام کی ہے اور Opposition کے دوستوں کا بھی اس میں حصہ ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، Point of order کچھ لمبا ہو گیا ہے۔ آپ بتائیں کہ what is the point?

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، اب نئی Cabinet آ رہی ہے' اس میں جو coming Prime Minister ہیں اور اس وقت جو وزیر اعظم صاحب ہیں ان سے ہماری گزارش یہ ہے کہ ایسے منسٹر صاحبان کو لایا جائے جو Parliament کے وقار کو اور Parliamentarians کی عزت کو ملحوظ خاطر رکھیں۔ یہاں پر ایسے Ministers بھی ہیں کہ Standing Committees میں آ کر ہمیں آنکھیں دکھا کر پھر تشریف لے جاتے ہیں' ذرا اس کا بھی notice لیا جائے۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you. Professor Sahib! do you want to continue the debate which is going on?

(interruption)

سینیٹر اسفند یار ولی، At least on Balochistan وہ debate کر لیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جہاں تک بلوچستان کا معاملہ ہے' کمیٹی کے اعلان کے بعد یہ conclude ہو جاتا' ہم اسے تسلیم کرتے ہیں۔

Mr. Deputy Chairman: Now you can take up Iraq issue because there is no point left before us.

ہدایت اللہ شاہ صاحب ! آپ فرمائیں۔

89

سینیٹر سید ہدایت اللہ شاہ، جناب چیئرمین صاحب! میں وزیر اعظم صاحب کی موجودگی میں ایک اہم مسئلہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں---

جناب ڈپٹی چیئرمین، وسیم صاحب! ابھی Opposition سے میری بات ہوئی ہے' وہ کہتے ہیں کہ In view of the Committee has been made then further discussion on Balochistan becomes redundant.

Senator Wasim Sajjad: Correct.

Mr. Deputy Chairman: And they want to take up another issue and that is the of Iraq. Are you prepared for that?

سینیٹر وسیم سجاد: جناب والا! جو آپ فیصلہ کریں گے، ہمیں منظور ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں' میں آپ سے پوچھ رہا ہوں۔ because you are the one who has to reply back.

سینیٹر میاں رضا ربانی: میرا خیال ہے کہ evening session بھی رکھ لیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرا خیال ہے کہ evening session آج مشکل ہوگا کیونکہ we have an evening session of the National Assembly. یہاں آپ کو ministers نہیں ملیں گے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: کل صبح رکھ لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: کل صبح اجلاس رکھ لیتے ہیں اور دونوں issues کو wrap up کرلیں گے and then we can adjourn now.

(مداخلت)

سینیٹر میاں رضا ربانی: کل پھر صبح اور شام دو سیشن ہوں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: صبح اور شام کے دو سیشن نہیں کر سکتے کیونکہ سب وزیر نیشنل اسمبلی میں پھنسے ہوئے ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: یہ ٹھیک ہے کہ نیشنل اسمبلی کے اجلاس ہو رہے ہیں لیکن ان issues پر وزیر خزانہ یا Leader of the House جواب دے دیں گے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ صبح کے سیشن میں دونوں issues کو wrap up نہیں کر سکیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : ایک issue تو عراق کا ہے اور دوسرا کون سا ہے؟

سینیٹر میاں رضا ربانی: دوسرا issue price hike ہے۔مہنگائی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مہنگائی ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی : اس لئے میں آپ سے یہ عرض کر رہا ہوں کہ کل صبح کے سیشن میں عراق کے مسئلہ پر بحث کر لیں اور شام کے سیشن میں price hike پر بحث کر لیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : وسیم صاحب! can we sort this issue? اب یہ کہہ رہے ہیں کہ کل صبح سیشن چلائیں اور شام کو بھی چلائیں۔

سینیٹر وسیم سجاد : میرے خیال ہے کہ سب کو معلوم ہے کہ افغانستان کے صدر تشریف لا رہے ہیں۔ کل حکومت اور منسٹر صاحبان ان کے ساتھ busy ہوں گے۔ میرا خیال ہے کہ practically شاید یہ ممکن نہ ہو۔

Mr. Deputy Chairman: I think we will try to wrap up these issues up to 2 or 3.O' clock.

کل صبح جلدی شروع کر لیتے ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب والا! وہ تو آپ نے آج کے بارے میں بھی کہا تھا کہ دس بجے شروع کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آج تو unfortunately situation change ہو گئی تھی۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: میں آپ سے عرض کروں کہ آپ کوشش کر لیں لیکن کل دونوں issues wrap up نہیں ہو سکیں گے کیونکہ آج بھی بلوچستان کے issue پر بہت سارے دوست بات کرنا چاہ رہے تھے۔ اس لئے obviously کل زیر بحث آنے والے issues

پر بات کریں گے۔ لہذا یہ ممکن نہیں ہو گا۔ میں آپ کو practical بات بتا رہا ہوں۔

Mr. Deputy Chairman: So, if you want, we can take up Iraq issue now.

سینیٹر میاں رضا ربانی: اگر ابھی شروع کرنا ہے تو ابھی شروع کر لیتے ہیں۔

Mr. Deputy Chairman: Let us have a ten minutes break and everybody sort itself out and come back and let us start it.

سینیٹر گلشن سعید، جناب والا! Point of Order

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ ایک منٹ تشریف رکھیں - آپ کا Point of Order کیا ہے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: ایک Point of Order اس طرف سے بھی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہ بڑی دیر کے بعد بول رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ میں ناراض ہوں۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے آپ کو join کر لیا ہے۔ آپ بات کریں۔

سینیٹر گلشن سعید، جناب چیئرمین! اس وقت ہمارے وزیر اعظم چوہدری شجاعت صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے ایک فیصلہ بلوچستان کے بارے میں کیا ہے۔ میں ان کے اس فیصلے کی بہت تعریف کرتی ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ ان کا یہ فیصلہ بڑا timely ہے۔ اس مسئلہ کا سیاسی حل اسی طرح ہی ممکن تھا۔

جناب والا! دوسری بات جس کے بارے میں میرا Point of Order ہے، وہ یہ ہے کہ نجف شریف میں حضرت علی کے روضہ مبارک پر جو زیادتی ہو رہی ہے یعنی وہاں پر روزانہ پچاس لوگ مارے جا رہے ہیں۔ حضرت علی کے روضہ مبارک اور مسجد کو بچانے کے لئے جن اقدامات کی ضرورت ہے، انہیں خود وزیر اعظم کو take up کرنا چاہیے۔ مذہب اور ہماری ہر چیز کا جو سرچشمہ ہے، سب سے پہلے اسے بچانے کی بات کرنی چاہیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، دیکھیئے! عراق کا issue آ رہا ہے، یہ آپ عراق کے issue میں بات کریں۔ گلشن سعید صاحبہ آپ میری بات سنیں۔ یہ عراق کا ایشو آ رہا ہے اس پر لمبی تقریر

کر لیں۔ جی ہدایت اللہ شاہ۔

سینیٹر سید ہدایت اللہ شاہ، دینی مدارس کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، دیکھیں! یہ بڑا لمبا issue ہے۔ please do not open it.

نہیں یہ پنڈورہ بکس ہے۔

سینیٹر سید ہدایت اللہ شاہ، جناب چیئرمین! آپ مجھے صرف دو منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، نہیں، نہیں I will give you one minute

سینیٹر سید ہدایت اللہ شاہ، ٹھیک ہے جی۔ شکریہ جناب چیئرمین! جس طریقے سے وزیراعظم صاحب نے بڑی بصیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بلوچستان کے مسئلے کو بات چیت اور افہام وتفہیم سے حل کیا ہے۔ میری اس وقت گزارش یہ ہے کہ مدارس دینیہ پر چھاپے مارے جا رہے ہیں اور پورے ملک میں مدارس دینیہ کے منتظمین پریشان ہیں۔ طلبا اور طالبات کو ہراساں کیا جا رہا ہے۔ بہتر یہ نہیں ہے مدارس دینیہ کے ساتھ حکومت افہام وتفہیم کا راستہ اختیار کرے اور مدارس کو جو اس وقت تنگ کیا جا رہا ہے یا مدارس میں دھماکے ہو رہے ہیں اس کے بارے میں میری وزیر اعظم صاحب سے خصوصی درخواست ہے کہ دینی طبقہ اس وقت بے حد پریشان ہے، مدارس دینیہ کے لوگ بے حد پریشان ہیں ان کے لیئے بھی براہ مہربانی ایک کمیٹی بنا دی جائے اور افہام وتفہیم کا راستہ اختیار کیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، مولانا سمیع الحق صاحب آپ بھی اسی مدارس کے بارے میں بولیں گے۔ آپ بھی اس پر بول رہے ہیں۔ ذرا اس کو cut short ہی رکھیں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق، آپ نے بڑی مہربانی کی ہے کہ بلوچستان کے مسائل کو وزیراعظم صاحب نے بڑی اہمیت دی ہے اور اس کو حل کرنے کے لئے کمیٹی بنائی گئی ہے۔ اب آپ عراق کے مسئلے کو بھی کل لے رہے ہیں۔ معاشی مسئلے کو بھی لے رہے ہیں یہ بڑی اچھی باتیں ہیں۔ جناب چیئرمین! اس وقت ایک بڑا اہم مسئلہ جو اس وقت ملک میں درپیش ہے اگر وہ اجلاس ختم ہونے کے بعد بھی اسی طرح رہ گیا تو ہم سمجھیں گے کہ ہم اپنے فرض سے سبکدوش نہ ہو سکے۔ واقعتاً پورے ملک میں، دینی قوتوں میں، مساجد اور مدارس میں شدید تشویش

ہے اور اس کے عوامل جو بھی ہیں لیکن باقاعدہ بدنام کیا جا رہا ہے ۔ پورے ملک میں مدارس کا ایک بڑا نظام ہے۔ ہم خود کوشش کرتے ہیں کہ کسی مدرسے میں دہشت گردی کا کوئی تصور بھی نہ ہو۔ نہ انتہا پسندی ہو، لیکن آپ دیکھ رہے ہیں کہ یکطرفہ مسلسل پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ، دیکھیں یہ ایک debate able issue آپ اس کو adjournment motion کی صورت میں لائیں۔ It is not a point of order.

سینیٹر مولانا سمیع الحق ، نہیں، آپ اس کے لئے اگر ٹائم مقرر کر دیں تو۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، آپ adjournment motion دیں میں آج ہی اسے منظور کرتا ہوں۔ This is not a point of order.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، میرا adournment motion موجود ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، ٹھیک ہے پھر اس کو آنے دیں۔ جب آئے گی اس پر discuss کرلیں۔ جی لیاقت بنگزئی ۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: جناب چیئرمین! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے floor مجھے دے دیا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، لیاقت صاحب میرے خیال میں یہ let's have a break کے بعد لیتا ہوں۔ remaining point of order

The House is adjourn to meet again at 12.20 today.

[The House re-assembled after interval with Mr. Deputy Chairman, (Mr. Khalil-ur-Rehman) in the Chair]

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: اگر آپ اجازت دیں تو مولانا صاحب کا point لے لیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی ہاں یہ کچھ کہنا چاہتے ہیں میں انہیں point of order دے رہا ہوں۔ مولانا صاحب! آپ بولیں گے تو لوگ آئیں گے۔

POINT OF ORDER RE: THE RAIDS ON MADARIS

سینیٹر مولانا سمیع الحق، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

جناب محترم چیئرمین صاحب! اس سے پہلے بھی اجلاس کے برخاست ہونے سے پہلے یہ مسئلہ اٹھایا گیا اور الحمد للہ آپ بڑے اہم مسائل کو آج لے چکے ہیں اور اس کے حل کی طرف جا رہے ہیں۔ اسی طرح بڑے داخلی اور بین الاقوامی مسائل میں آپ نے عراق کا مسئلہ بھی agenda پر رکھا ہے اور معاشی جو حالات و مشکلات ہیں وہ بھی زیر بحث آئیں گی۔ ہماری گزارش یہ ہے کہ اب تحریک التوا اگر ہم جمع کرائیں تو مشکل سے اس بات کا موقع آئے گا ورنہ ہم اس کو زیادہ اہم سمجھتے تھے۔ اب میری گزارش یہ ہے کہ ملک و قوم کے مفاد کی خاطر اس فوری مسئلے پر ہماری سینیٹ کو توجہ دینی چاہیے کیوں کہ اس ملک میں جو چھاپوں کا سلسلہ ہے اور گرفتاریاں ہیں اور خاص طور پر مساجد' دینی مدارس اور دینی طبقوں کے لوگ نشانہ بنائے جا رہے ہیں' آپ کے سامنے ہے۔ تین' چار مہینے سے اس میں بڑی شدت آ گئی ہے۔ دہشت گرد ہمیں کہا جا رہا ہے اور دہشت گردی کا نشانہ بھی ہم بنتے جا رہے ہیں۔ ہم دہشت گرد ہوتے تو خود کیوں نشانہ بنتے۔ آپ نے دیکھا کہ کراچی میں نیو ٹاؤن کے حضرت مفتی نظام الدین شامزئی کو علی الاعلان دن دیہاڑے شہید کیا گیا' کوئی اس کا اتا پتا ابھی تک نہیں معلوم ہوا۔ دوسرے مرحلے میں ایک اور ہمارا مدرسہ جامعہ بنوریہ ہے وہاں پر بھی باہر دہشت گردوں نے ایک گاڑی اڑا دی اور کئی لوگ شہید ہوئے اور طالب علم زخمی ہوئے۔ پھر جامعۃ الرشید کراچی میں ایک ادارہ ہے اس کے باہر بھی بم دھماکے ہوئے اور کئی اساتذہ اس کے شہید ہوئے۔ یہ لہر اب اسلام آباد میں بھی آ گئی ہے۔ محرکات جو بھی ہوں کہ یہاں ایک مرکزی مسجد ہے اور میں اس دن یہاں تھا' رات کے ڈیڑھ بجے وہاں لال مسجد کے ساتھ چھاپا مارا گیا' معصوم بچیوں کا Hostel ہے جامعۃ الحفصہ وہاں بھی پولیس گھس گئی اور ٹی وی پر اچانک ہم نے دیکھا کہ بچیاں برقعے پہنے ہوئے بھاگ رہی ہیں اور بھاگم بھاگ دوڑ لگی ہوئی ہے اور پھر دوسرے دن جامعہ فریدیہ میں بھی یہ کچھ ہوا۔ ابھی کل رات خیر پور میں یعنی سندھ میں ایک مدرسہ ہے اکوڑہ شمس العلوم راتوں رات بے شمار بکتر بند گاڑیاں آئیں اور وہاں سے force کود پڑی اور مدرسے کے hostel میں داخل ہوئے' بچوں کو ہراساں کیا گیا'

پکڑا گیا' گرفتار کر کے لے جایا گیا۔ اب اس کی وجوہات جو بھی ہوں لیکن دینی قوتوں اور فوج اور حکومت کے درمیان ایک بہت بڑی محاذ آرائی کا سلسلہ معلوم ہوتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری فوج جہاد' ایمان' یقین اور جہاد فی سبیل للہ کا motto رکھتی ہے' ہماری حکومت ان مدارس کی اہمیت کا بھی کبھی کبھی ذکر کرتی ہے۔ کہتی ہے کہ یہ بہت بڑا NGO ہے۔ صدر صاحب بھی کہتے ہیں۔ پھر اس کے ساتھ اگر اکا دکا کوئی پکڑا جاتا ہے اور عموماً پکڑنے والے مسجد تک بھاگتے ہیں۔ مسجد سب کی ہوتی ہے اور سب اسے خدا کا گھر سمجھتے ہیں۔ جب یہ مدرسے میں طالب علم کے روپ میں گھس جاتے ہیں تو اس کا یہ حل تو نہیں ہے کہ خیبر سے کراچی تک ہم بہت بڑا crack down کریں اور تمام دینی قوتوں کو پریشان کریں۔ حقیقت میں یہ محرکات ہمیں معلوم ہیں کہ یہ تسلسل ہے اس 20 سالہ صورتحال کا جو افغانستان میں پیش آئی' افغانستان میں جہاد کو جہاد کہا گیا۔ Super power کے خلاف یہ ساری قوتیں جمع ہوئیں اور اس جنگ میں اور جہاد میں لازماً مسجد اور مدرسہ اور دینی قوتیں' جہادی قوتیں پیش پیش تھیں۔ حصہ ساری قوم نے لیا۔ فوج نے بھی لیا' ایجنسیوں نے بھی لیا اور بہت بڑی supper power کو تباہ کیا لیکن واسطہ ہمارے ساتھ تھا ان تمام لوگوں کا' ہم اس mission میں پولیس تھے اور جنگ اور جہاد ہم نے اکٹھی لڑی۔ اب صورتحال بدل گئی تو وہی لوگ جو ہمارے ساتھ دس' بیس سال جانے' پہچانتے' اٹھنے' بیٹھنے والے تھے' ایک ساتھ ہم مورچوں میں روس کے خلاف جہاد لڑتے تھے' لازماً ہم سے ان کی سلام دعا جاری رہے گی۔ اب جب ہم نے وانا میں سے بھی ان کو اٹھایا تو لازماً یہاں پھیل گئے۔ ہم نے یہی کہا تھا کہ مسئلے کا حل یہ نہیں ہے۔ پاکستان کی پانچوں تنظیموں کے تمام سربراہان نے جس میں شیعہ' بریلوی' دیوبندی' اہل حدیث وغیرہ نے اس معاملے کو discuss کیا اور حکومت کو بتایا کہ گرفتاریاں اس مسئلے کا حل نہیں ہے۔ یہ امریکہ کے خلاف جہاد ہے۔ یہ اسلامی لوگ ہیں اور غدار نہیں ہیں۔ یہ سلسلہ اس طرح ختم نہیں ہو گا۔ ہم سب مل بیٹھ کر مشورہ کریں اور اس کا حل نکالیں۔ اس میں مولوی اور موذن ملوث کیا جاتا ہے اور تشدد کا نشانہ بنتا ہے کہ اس نے افغانستان ٹیلی فون پر بات کی ہے تو لوگوں کے اپنے تعلقات ہیں اس طرح تو وہ افغانستان والے اپنے مختلف کاروبار کی وجہ سے ٹیلیفون کرتے رہتے ہیں۔۔۔۔

آپ کو تصدیق کر دینی چاہیے کہ ہاں! جہاد کیا تھا۔ فوج نے کیا تھا۔ اس میں

agencies involve تھیں۔ agencies سرپرستی کر رہی تھیں۔ اب یہ بیس سال کا سلسلہ ہے۔ اس دن میں نے حضرت اعجاز الحق مرحوم--- اعجاز الحق صاحب کے مرحوم والد ضیاء الحق کے seminar میں---

جناب ڈپٹی چیئرمین: بھئی! ابھی وہ زندہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ بھائی! ہاتھ اٹھاؤ۔

(مداخلت)

سینیٹر مولانا سمیع الحق: میں اس کو بھی مرحوم کہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ دوسرے مرحوم ہیں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: اس بے چارے کو اپنے والد کے مشن کو face کرنے کے لئے بٹھایا گیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ شہادت چھوڑ دو، باہر نکل آؤ اور غازی بن جاؤ۔ میں نے وہاں سیمینار میں عرض کیا تھا کہ شکر ہے کہ ضیاء الحق مرحوم کو اللہ نے اٹھا لیا ورنہ آج وہ سب سے بڑا دہشت گرد ہوتا اور وہ گوانتا ناموبے میں بیٹھا ہوتا۔ ہم بوری میں بند کرکے اس عظیم مجاہد کو ان کے حوالے کر دیتے کہ یہ دہشت گرد ہے---

جناب ڈپٹی چیئرمین: مولانا صاحب! بس کریں۔ اب بات ہو گئی ہے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: میں عرض کروں گا کہ اس معاملے کو آپ discuss کروائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ discuss ہو گیا ہے۔ آپ ایسا کریں کہ ایک adjournment motion اور دے دیں۔ I will see that and get through.

سینیٹر مولانا سمیع الحق: میں یہ عرض کروں گا کہ جس انداز میں وزیر داخلہ صاحب بات کرتے ہیں یا وزیر مذہبی امور بات کرتے ہیں، وہ انداز مسئلہ کا حل نہیں ہے۔ ادھر آپ الزامات لگا رہے ہیں اور جو کچھ لوگ کر رہے ہیں، وہ کیوں کر رہے ہیں؟ اس کو کیسے روکا جائے؟ اس زخم کا علاج کیا ہے؟ اگر دونوں حضرات اس کے متعلق ہمیں مطمئن کریں تو پھر ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب دو وزیر ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ہیں اور دونوں بولنا

چاہتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ دونوں بولیں۔ اعجاز الحق صاحب! آپ پہلے بول لیں۔

سینیٹر سید ہدایت اللہ شاہ: میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

Mr. Deputy Chairman: This was not a discussion.

یہ ایک point of order تھا اور important point of order تھا۔ اس پر مہربانی کرکے انہیں response کرنے دیں۔

جناب محمد اعجاز الحق (وزیر برائے مذہبی امور): جناب والا! میں مختصر بات کروں گا۔ پہلی بات یہ ہے کہ علما' دمشائخ اور مدارس کی جو عزت ہے' حکومت اس کا اعتراف کرتی ہے۔ میں حکومت کی طرف سے categorically بتانا چاہتا ہوں کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ مدارس کے خلاف کوئی مہم چلائی جائے یا علما اور مشائخ کے خلاف کوئی ایسی بات کی جائے' تاہم جیسے مولانا صاحب نے خود کہا ہے ' یہ بڑا unfortunate incident تھا ۔ اس کے بارے میں ہمیں تمام معلومات حاصل ہوئی تھیں۔ آپ کو خود بھی معلوم ہے کہ اخبارات میں آ چکا ہے ۔ وزیر داخلہ صاحب کی statement آ چکی ہے۔ شیخ رشید صاحب کی statement آ چکی ہے۔ کل میں نے اس واقعہ کے بارے میں پریس کانفرنس کرکے لوگوں کو اعتماد میں لینے کی کوشش کی ہے۔بات صرف مدارس کی نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے کہ جب ایک چیز کے بارے میں معلومات حاصل ہو گئیں کہ دہشت گردی کا منصوبہ تھا ۔ اسلام آباد اور راولپنڈی میں 14 اگست' Independence Day کے موقع پر اس قسم کی حرکتیں کرنے کا منصوبہ تھا اور بڑی بڑی buildings اور کچھ شخصیات کو target بنانے کا منصوبہ تھا۔ اس کے بارے میں ساری معلومات مل گئیں ' اسلحہ پکڑا گیا اور کچھ لوگ پکڑے گئے۔ کچھ لوگوں کے ساتھ ان کے links تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں اور انہوں نے خود اعتراف کیا کہ یہ میرے پاس کسی کے reference سے کوہاٹ سے آئے تھے اور مجھ سے میری گاڑی مانگی اور میری گاڑی لے کر گئے اور وہ گاڑی اسلحہ سمیت پکڑی گئی۔اس طرح کے یہ تمام معاملات ہوئے ہیں۔ اب کئی ایسے cases بھی سامنے آئے ہیں جن کا مدارس یا علما سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے جو دہشت گردی میں involve تھے۔انہیں بھی پکڑا گیا اور انہیں پکڑنے کے بعد جو سزا انہیں دینی تھی' وہ دی گئی ہے۔ کل جس meeting کا انہوں نے

حوالہ دیا ہے' اس کے بعد میری ان تمام وفاق المدارس کے جنرل سیکرٹری اور صدور سے جو یہاں آئے ہوئے تھے ' ملاقات ہوئی تھی۔ مولانا سمیع الحق سمیت ان سب کو پورے اعتماد میں لیا گیا۔ وفاق المدارس کے ہر مسلک کے لوگ اس میں موجود تھے۔ ان کے سامنے ساری picture رکھی گئی تھی کہ جناب یہ معاملات ہیں اور پھر یہ بھی کہا گیا کہ آپ لوگ خود بیٹھ کر اپنی meeting کرکے اس کا حل تجویز کریں کہ ایسے معاملات میں کس طرح آگے جایا جائے۔ وفاق المدارس نے اپنی meeting کی ہے۔ چند روز کے بعد میں نے انہیں دوبارہ بلایا ہے۔ ہم ان کے ساتھ meeting کرکے اس مسئلہ کا حل نکالیں گے لیکن اکا دکا cases ہوتے ہیں۔اور اکا دکا لوگوں کے گھروں میں ہوتا ہے تو ہم کہیں کہ پورے شہر کو اس کا نشانہ بنایا جا رہا ہے - یہ غلط بات ہے لیکن خود علمائے کرام کو چاہیے کہ اگر ان کی طرف سے extra لوگ جا کر مدارس کے اندر یا مساجد کے اندر وہ پناہ لیتے ہیں تو ایسے لوگوں کی نشاندہی کریں تاکہ یہ خود co-operate کریں گے تو اس کے بہتر نتائج نکل سکیں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان تمام معاملات پر مل کر' ان کے ساتھ بیٹھ کر اس مسئلے کا حل نکالا جائے اور کسی شخص کو اس معاملے میں ہیرو بنانے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ بہت بڑا مجاہد تھا اور اس نے جہاد لڑا ہے - کوئی مجاہد جو ہے وہ کبھی دہشت گردی میں ملوث نہیں ہو گا---

جناب ڈپٹی چیئرمین: رضا خان صاحب thit is not allowed please

جناب محمد اعجاز الحق: اور پاکستان کے اندر یہ کس چیز کا جہاد لڑا جا رہا ہے - جیسے انہوں نے کہا کہ مفتی شامزئی صاحب کا قتل ہوا میں وہاں خود گیا - اس کے بعد حیدری مسجد میں بڑا unfortunate incident ہوا' میں خود وہاں پر گیا - اس کے بعد امام علی رضا کی مسجد میں ہوا' میں خود وہاں گیا - کوئٹہ کے اندر یہ معاملات ہوئے۔تو یہ خود بھی اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ خود علماء کو اور مدارس کو target بنایا جا رہا ہے لیکن جب ایک چیز کی نشاندہی ہو جائے اور کچھ انفارمیشن آ جائے اور پھر اگر ان لوگوں کو گرفتار کرنے کی کوشش کی جائے۔تو میرا خیال ہے کہ اس کے بیچ میں کسی کو مداخلت نہیں کرنی چاہیے -آپ اگر اس پر پوری debate کروانا چاہتے ہیں - پوری debate بھی کروا سکتے ہیں - ہم محاذ آرائی کا ماحول نہیں پیدا کرنا چاہتے لیکن اگر

ملک کے اندر افراتفری پھیلائی جائے گی ' دہشت گردی ہو گی ' چاہے ان کا تعلق کسی فرقے کے ساتھ' کسی طبقے کے ساتھ ہو ' ملک کے اندر سے ہو' ملک سے باہر ہو' ان لوگوں کو میں سمجھتا ہوں کہ tolerate کرنا جو ہے یہ پاکستان کے ساتھ دشمنی ہے۔اسلام کے ساتھ بھی دشمنی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، Thank you very much. فیصل صاحب Are you

giving response to this

سینیٹر مولانا سمیع الحق، جناب چیئرمین یہ دینی قوتوں کا رشتہ القاعدہ سے جوڑ رہے ہیں۔ اگر ساری دینی قوتیں القاعدہ والے ہیں پھر تو القاعدہ کی------

جناب ڈپٹی چیئرمین، مولانا صاحب point of order کو کوئی respond نہیں کرتا لیکن it is like something to do that. اب ذرا دھیرج۔

مخدوم سید فیصل صالح حیات (وزیر داخلہ)، جناب چیئرمین صاحب! اعجاز الحق صاحب نے کافی تفصیل سے انہوں نے جو point raise کیا اس کا جواب دیا ہے۔ اب ہماری طرف سے یہ دھیرج ہی ہے جو آپ نے فرمایا اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بڑا important issue ہے لیکن کیا یہ point of order بنتا ہے ۔میں آپ سے یہ عرض نہیں کروں گا ' میں آپ سے گزارش نہیں کروں گا کہ آپ اس پر ruling دیں ۔ مجھے پتا ہے کہ کیا ruling آ سکتی ہے لیکن ہم نے ان کے اس right کو تسلیم کیا ہے' ان کی طرف سے ایک بات آئی ہے۔ ٹھیک ہے انہوں نے rules سے ہٹ کر بات کی ہے ۔ اب بات یہ ہے کہ جو بات ہو چکی ہے میں اس کو repeat نہیں کروں۔ صرف اتنی گزارش کروں گا کہ سمیع الحق صاحب میرے بڑے بھائی بھی ہیں میرے دوست بھی ہیں ' میرے لیے انتہائی قابل احترام بھی ہیں ۔ اگر ہم نے اس ملک میں ان کے قیام کو یقینی بنانا ہے تو حکومت کا کیا فرض بنتا ہے ۔ اسی ایوان میں پچھلے ڈیڑھ سال سے متعدد مرتبہ یہ باتیں سامنے آئی ہیں کہ حکومت امن قائم کرنے میں ناکام ہو چکی ہے ۔بڑی مرتبہ یہ باتیں کی گئیں اور دہشت گردی کے واقعات جس طریقے سے ملک کے مختلف علاقوں میں ہو رہے ہیں۔ اب جب ان دہشت گردی کے واقعات اور ان axis of violance کو روکنے کی حکمت عملی بنائی جاتی ہے اور اس میں کچھ لوگ target بھی بن جاتے ہیں اور اس

میں شامل ہو جاتے ہیں ہماری اس strategy میں ' تو پھر صرف یہ کہہ کر ان کو exonerate کرنا کہ ان کا تعلق کسی کلاں مدرسے یا مسجد کے ساتھ ہے تو اس تعلق کی بناپر وہ تو ان چیزوں میں ملوث ہو سکتے ہی نہیں ۔ کیا جناب چیئرمین! یہ بات انصاف کے تقاضوں کے مطابق ہے یا یہ سوچ جو ہے ۔اس دنیا میں ہم سب میں سے کوئی نوری مخلوق نہیں ہے ہم سب گناہگار ہیں ' سب انسان ہیں اور ہم اتنے ہی گناہگار ہیں یا ہم سے اتنی ہی لغزشیں ہوتی ہیں جتنی دوسرے انسانوں سے ہوسکتی ہیں۔ لہذا یہ کہنا کہ خاص طور پر target کیا جا رہا ہے کسی خاص sect کو 'جناب چیئرمین! یہ حقائق کے بالکل منافی ہے ۔ واضح طور پر وزیر مذہبی امور نے جو statement دی ہے۔ اس کا میں دوبارہ اعادہ کرنا چاہتا ہوں' re-emphasise کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت کی قطعاً کوئی پالیسی نہیں ہے کہ کسی مدرسے کو' کسی مذہبی عبادت گاہ کو' کسی مسجد کو نشانہ بنائے بلکہ آپ اس سال کا بجٹ دیکھیے جناب جو وزارت تعلیم اور وزارت مذہبی امور کے حوالے سے ہے کہ مدرسہ reforms کے حوالے سے' ان کی capacity building کے لیے' ان کی upgradation کے لیے' ایک record unprecedented خطیر رقم اس میں مختص کی گئی ہے۔ اگر حکومت کی پالیسی ہوتی مدرسوں کے خلاف کارروائیاں کرنے کی تو کیا ہم یہ اتنی خطیر رقم اس بجٹ میں مختص کرتے۔ سمیع الحق صاحب نے خود یہ بات ابھی کہی ہے کہ صدر مشرف کئی مرتبہ یہ کہہ چکے ہیں کہ ہمارے مدرسے glorified NGOs کی مانند ہیں۔ اس میں کوئی شک کی بات نہیں ہے اور ہم سمجھتے ہیں جناب! کہ ان مدرسوں میں اور ان کے ساتھ جو منسلک مساجد ہیں' یہ امن کے گہوارے ہیں' اور یہ seats of learning ہونی چاہییں صحیح طور پر۔ اگر ان میں کچھ لوگ ان کی بدنامی کرنا شروع کر دیں اور اس کا غلط استعمال کرنا شروع کر دیں تو کیا حکومت صرف اسی بنا پر خاموش رہے کہ ان کا تعلق کیونکہ کسی مدرسے کے ساتھ ہے' جو میں پہلے کہہ چکا ہوں تو کیا ہم ان کے خلاف کوئی action نہ لیں۔ اب ایک case in point, لال مسجد کا ذکر کیا گیا کہ لال مسجد سے منسلک جو عبدالرشید غازی صاحب ہیں' ان کو کیوں پکڑا گیا' یا چھاپہ کیوں مارا گیا۔ یہاں پر ہر بات میں امریکہ کا ذکر تو کیا جاتا ہے' آپ اور ہم یہاں بیٹھے ہیں اس وقت اس building میں' یہ صاحب جن کو ہم پکڑنے کی کوشش کر رہے ہیں' یہ اس building کو اڑانے کے چکر میں تھے جناب۔ کیا اس building میں بھی امریکہ بیٹھا ہوا ہے۔ باقی جو ان کے نشانات تھے' ان کے جو

اہداف تھے وہ اور تھے لیکن جس جگہ آپ خود بیٹھے ہوئے ہیں' جہاں پر آپ کو آزادی اظہار کا موقع دیا جا رہا ہے جو کہ پوری قوم کا پورے ملک کا ایک symbol ہے' جمہوری نظام کا ایک symbol ہے' جب اس کو اڑانے کی تدابیر اسی جگہ بیٹھ کر کی جا رہی ہوں' لال مسجد میں اور اس کے ساتھ ملحقہ مقامات پر تو جناب کیا فرض بنتا ہے ہمارا۔ آنکھیں بند کر لیں کیونکہ وہ ایک مولوی صاحب ہیں' ان کو جانے دیں' ان کو کرنے دیں اپنا کام۔ اس لیے جناب! میں آپ سے عرض کرنا چاہوں گا کہ شاید میرے بھائی کی معلومات بالکل حقائق کے منافی ہیں۔ کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اپنے گھر سے نکل کر ان کے گھر کے متصل جو لڑکیوں کا ہاسٹل ہے اس میں ضرور انہوں نے پناہ لے لی ۔ اب یہ ایک علیحدہ موضوع ہے کہ کیا مرد لڑکیوں کے ہاسٹل میں رات کو جاسکتا ہے یا نہیں ۔

(اس موقع پر بجلی بند ہوگئی)

مخدوم سید فیصل صالح حیات: میں اس میں نہیں جاؤں گا ۔ کوئی پولیس کا اہلکار حالانکہ ہمارے پاس خواتین کی پولیس فورس ہے وہ بھی ہمارے ساتھ شامل تھی ہم نے اس کو بھی اس ہاسٹل کے اندر نہیں جانے دیا۔ ہمیں چادر اور چاردیواری کا مکمل احساس بھی ہے اور ہم اس کو تحفظ فراہم بھی کرتے ہیں ۔ اس تقدس کو کسی صورت بھی پامال نہیں ہونے دیا جاسکتا ۔ لیکن میں اپنے بھائی سے ایک گزارش کروں گا' ایک چھوٹی سی عرض کروں گا اور ہم ایک بڑے برادرانہ اور accommodative ماحول میں بات کر رہے ہیں اور انہوں نے بڑی اچھی باتیں بھی کی ہیں ۔یہ دیکھئیے کہ ہمارے ان مدارس میں سب نہیں چند مخصوص مدارس میں اگر کوئی ایسی تعلیمات دی جا رہی ہیں' اگر کوئی ایسی تربیت دی جا رہی ہے جو کہ آپ کے اپنے نصاب' آپ کے اپنے فلسفے اور دین اسلام کے تقاضوں کے مطابق نہیں ہے تو میری یہ انتہائی مودبانہ گزارش ہوگی سمیع الحق صاحب سے بھی اور تمام وفاق المدارس کے جو زعما ہیں ان سب سے کہ آپ خود ایک ایسا لائحہ عمل ترتیب دیں' آپ اس کو خود کریں اور اس میں ایک active role ادا کریں کہ ایسی قباحتوں سے بچا جاسکے۔ جہاں جہاں ایسی قباحتیں جنم لے رہی ہیں ان کا حل آپ خود تلاش کریں ۔ میرے بھائی وزیر مذہبی امور یہاں تشریف رکھتے ہیں انہوں نے کھل کر بات کی ہے کہ

ہم آپ کے ساتھ مل کر اس مسئلے میں قدم بڑھائیں گے آپ سے ایک قدم آگے چلیں گے لیکن یہ نہ کہیں صرف سیاست کی بنا پر یا کیونکہ Treasury Benches ہیں اور Opposition Benches ہیں آپ الزامات کی بوچھاڑ کردیں یہ کہہ کر کہ وہاں پر لڑکیوں کے ہاسٹل پر ایسے اقدامات کئے گئے جو کہ سیکورٹی فورسز کو زیب نہیں دیتے تھے۔ میرا ارادہ تو نہیں تھا یہ بات کرنے کا لیکن میں صرف اپنے بھائی مولانا سمیع الحق کی خدمت میں ایک اخبار کی تصویر پیش کروں گا جو اس دن چھپی تھی میں وہ پیش کرنا چاہتا ہوں یہ سب اخبارات میں آئی تھی یہ وہ خواتین ہیں جن کے ہاتھ میں ڈنڈے ہیں اور جو اسی مدرسے میں جو کہ اسلام آباد میں ہے ہاتھ میں ڈنڈے لے کر کھڑی ہیں۔ اب کیا ہماری بچیاں ان مدرسوں میں ڈنڈے کی ٹریننگ لینے کے لئے داخل کی جاتی ہیں کیا مارشل آرٹ کی تربیت لینے کے لئے ان کو وہاں داخل کیا جاتا ہے یا مذہبی تعلیمات حاصل کرنے کے لئے ان کو ہم یہ جگہ فراہم کرتے ہیں۔ کیا اس سے اسلام کا تقدس پامال ہوتا ہے یا اس میں اضافہ ہو گا یہ آپ کے لئے خود مقام سوچ ہے اس سے پہلے کہ میں بات کروں یا کوئی اور بات کرے آپ خود سوچیں کہ اس کا حل کیا ہونا چاہیے۔

جناب! آخر میں ایک issue کے بارے میں مولانا نے بات کی ہے جو کہ انتہائی اہم مسئلہ ہے کراچی میں جو پرتشدد واقعات رونما ہوئے پچھلے چند ماہ میں اس میں ہمیں انتہائی دکھ ہے کہ مفتی شامزئی صاحب کی شہادت شامل ہے پھر بنوریہ ٹاؤن پر جو attack کیا گیا بہت بڑی گھناؤنی سازش تھی یہ بڑے واقعات جو ہیں ہماری وہاں کی جو local police ہے کراچی کی اس میں لگی ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کو اور اس ایوان کو یقیناً یہ assurance دینا چاہتا ہوں کہ ماضی میں بھی ہم نے ان تمام جو puppets in crime تھے ان کو ہم نے کیفرکردار تک پہنچایا ہے اور انشاء اللہ ان دو تین واقعات کے جو ذمہ دار لوگ ہیں ان سے بھی کسی قسم کی رو رعایت نہیں برتی جائے گی لیکن ساتھ ہی ساتھ میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کیونکہ کوئٹہ کے واقعات کی ابھی بات کی گئی اب کوئٹہ کی جو صورتحال ہے وہاں پر بھی بڑے پرتشدد واقعات رونما ہوئے ہیں اور وہاں پر مخلوط حکومت ہے جس میں مولانا کی اپنی جماعت بھی شامل ہے۔ وہاں کی جو صوبائی وزارت داخلہ ہے وہ بھی ان کے اپنے کنٹرول میں ہے۔ تو ان کا اپنا بھی وہاں کوئی

role بنتا ہے اس حوالے سے کیونکہ law and order basically essentially صوبائی issue ہے۔ اس حوالے سے میں توقع رکھوں گا کہ یہ بھی اپنی وہاں کی صوبائی حکومت کو' ان کے اس میں بڑے ذمہ دار عہدہ دار شامل ہیں' ان کو اس بات کا پابند بنائیں گے اور ایسا کریں گے کہ وہاں کے law and order کو مثالی بنایا جائے۔ وہاں پر کسی قسم کی رو رعایت نہ کی جائے۔ آخر میں ایک بات پھر عرض کروں گا کہ ہمارے سامنے ہمارے لئے اگلے دن جو وفاق المدارس کی meeting ہوئی' آپ یہ ایک code of conduct کو ترتیب دیں' ہم آپ کو offer کرتے ہیں' جو بھی آپ لائحہ عمل تیار کریں گے' ہم آپ کے ساتھ چلیں گے۔ آپ خود اس کو ترتیب دیں اور جس طرح آپ کے اندر ہر پیشے میں' ہر profession میں کچھ منفی سوچ والے لوگ بھی ہوتے ہیں۔یقیناً آپ کے اندر بھی کچھ منفی سوچ والے لوگ ضرور موجود ہوں گے' آپ نے خود اس بات کو تسلیم کیا ہے' آپ ان کی خود نشاندہی کریں تاکہ حکومت آپ سے صحیح طور پر راہنمائی لے سکے۔ شکریہ جناب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ جناب۔ نہیں اس کے بعد بالکل discussion نہیں ہو گی' اس کے بعد مولانا صاحب بس' one time نہیں I am sorry نہیں دیکھیں Minister صاحب نے بول دیا ہے' اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں ہے۔ آپ لاتے ہیں تو adjournment motion لائیں۔ رضا ربانی صاحب وہ next--- ٹھیک ہے بس fine, there is no need to do that.

Senator Mian Raza Rabbani: Professor sahib will move the Motion sir.

جناب ڈپٹی چیئرمین، پروفیسر صاحب' پروفیسر صاحب۔ میرے خیال میں دیکھیں جی' اس کے بعد بات نہیں ہوتی please, try to understand.

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، میں اپنے دوست کو بتانا چاہتا ہوں کہ وزیر داخلہ بلوچستان پاکستان مسلم لیگ کا sitting Minister ہے اور law and order کی ذمہ داری ---

جناب ڈپٹی چیئرمین، بھائی یہ سب کا کام ہے۔ پروفیسر صاحب please, move the Motion جو آپ کر رہے ہیں ہاں۔ نہیں, please ہدایت اللہ صاحب بیٹھ جائیں no more.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ میں 194 کے تحت یہ Motion پڑھتا ہوں۔

"I beg to move that the Senate may consider the current situation in Iraq and its implications for peace in the region".

جناب چیئرمین! میں آپ کا اور Leader of the House کا بے حد ممنون ہوں کہ Opposition نے جن تین موضوعات پر گفتگو کے لئے یہ Session requisition کیا تھا' ان میں پہلا اگرچہ اس پر بحث اتنی تفصیل سے نہیں ہو سکی بلوچستان کا مسئلہ ہمارے پیش نظر تھا اور بہت سے ساتھی جنہوں نے اپنے نام دیے تھے' وہ اپنے خیالات کا اظہار نہ کر سکے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ الحمد للہ ایک اچھا نتیجہ اس بحث کا نکلا ہے۔ ہم نے طے کیا ہے اور مل جل کر مسئلے کے اسباب کی تلاش اور حالات کی اصلاح کے لئے سفارشات مرتب کرنے کے لئے سینیٹ کی Parliamentary committee بنی۔ دوسرا مسئلہ جس پر ہم نے یہ اجلاس بلایا ہے' وہ عراق کا ہے۔ میں آپ کی اجازت سے چند مختصر گزارشات اس مسئلے کے بارے میں کروں گا۔ پہلی اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ عراق میں جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہو رہا ہے' اس کے تین پہلو ہیں جنہیں ضروری توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

پہلا جس کا تعلق ہمارے جذبات' ہمارے احساسات' ہماری دینی روایات' ہماری تاریخ سے ہے اور وہ یہ کہ اس وقت امریکہ اور اس کے حواریوں کی فوجیں جس بے دردی کے ساتھ جس بے رحمی کے ساتھ اور جس insensitivity کے ساتھ بغداد' نجف الاشرف' فلوجہ اور دوسرے تمام مقامات پر بمباری کر رہی ہیں' وہ فوج کشی کر رہے ہیں' civilians کو شہید کر رہے ہیں' عمارتیں ڈھائی جا رہی ہیں اور پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے روضہ کو جس طرح نشانہ بنایا جا رہا ہے اور اس کے بعد جو قبرستان ہے جس کی بڑی تاریخی اہمیت ہے۔ یہ تمام چیزیں ان کا نہ محض کسی

فرقے سے تعلق ہے' نہ کسی علاقے سے تعلق ہے۔ پوری دنیا کے مسلمان اس پر مضطرب ہیں بے چین ہیں' اسے اپنے اوپر حملہ سمجھتے ہیں اور حکومت پاکستان کو اس معاملے کو اتنا casually نہیں لینا چاہیے کہ محض northern command کو ٹیلیفون کرکے یہ بات کہی جائے کہ جی ذرا احتیاط برتیے۔ مسئلہ بڑا سنجیدہ ہے اور میری نگاہ میں اس معاملے میں جو کچھ ہو رہا ہے ہمیں اس کی کھل کر مذمت کرنی چاہیے۔ OIC کا special اجلاس ہو' پاکستان اسے initiate کرے' بلایا جائے تاکہ کم از کم Foreign Ministers کے level پر بین الاقوامی دباؤ ڈالا جا سکے اور پھر وہ وقت آ گیا کہ جس کے بارے میں' میں بعد میں عرض کروں گا کہ امریکہ کو بھی یہ پیغام دے دیا جائے کہ 'enough is enough' اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ جن ممالک نے مختلف وجوہ کی بناء پر یا pressures کی بناء پر یا arm twisting کی بناء آپ کو ساتھ لیا یا آپ کو condone کیا وہ بھی کچھ حدود سے آگے نہیں بڑھ سکے۔

جناب والا! پہلی چیز تو یہ ہے کہ یہ پوری پاکستانی قوم کی' پوری امت مسلمہ کی پکار ہے اور اس معاملے میں اگر ہماری قیادتیں بے حسی کا مظاہرہ کرتی ہیں تو وہ دنیا و آخرت دونوں میں مجرم ہوں گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ سینیٹ کو کھلے الفاظ میں اس کی مذمت کرنے کے ساتھ ساتھ حکومت سے مطالبہ کرنا چاہیے کہ وہ positive اقدام کریں۔

جناب والا! اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ عراق پر حملہ ایک بین الاقوامی سازش ہے اور امریکہ کے اس علاقے کے بارے میں جو عزائم ہیں' ان کا آئینہ ہے' وقت کی کمی کی بناء پر میں تفصیل میں نہیں جاؤں گا لیکن اب یہ بات بالکل واضح ہے کہ 1992ء سے امریکی 'think tanks' policy makers' خصوصیت سے وہ Foundations جن کا تعلق zionist یا New Conservative سے ہے۔ ایک نہیں دسیوں reports ان کی شائع شدہ موجود ہیں جس میں انہوں نے کہا ہے کہ عراق پر فوج کشی امریکہ کو جلد از جلد کرنی چاہیے۔ اس کی دو بنیادی وجوہ تھیں' ایک یہ کہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ عراق ان ممالک میں سے ہے جو اسرائیل کے لئے کسی بھی درجے میں ایک خطرہ بن سکتے ہیں اور وہ بڑا ملک ہے' اس کے پاس وسائل ہیں' technology ہے' اس کی فوج بڑی ہے۔ اسرائیل کے لئے پورے region کو محفوظ بنانا اور دوسرا اس علاقے میں مسلمانوں کے پاس جو oil کی wealth ہے' جو resources ہیں' ویسے بھی اس کا فائدہ تو

امریکہ بھی اٹھا رہا ہے' یورپ بھی اٹھا رہا ہے' جاپان بھی اٹھا رہا ہے لیکن یہ ہے کہ بہت حد تک یہ ان کی گرفت میں ہے۔ یہ ساری reports آپ دیکھ ڈالیئے اس کے بعد آپ پھر یہ دیکھیئے 9/11 کا جو حادثہ یا سانحہ ہوا ہے۔ Bob Wood Ward کی کتاب Bush at War گواہ ہے کہ پہلا issue جو Pentagon کے لوگوں نے اٹھایا وہ یہ تھا کہ عراق پر حملہ کر دو۔ ابھی یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا کہ حملہ کس نے کیا ہے؟ اس کے پیچھے کون ہے؟ کیا ہے؟ لیکن وہ lobby بالکل تیار تھی۔ اس کے بعد Bob Wood Ward کی جو نئی کتاب آئی ہے اور پھر اس وقت تو سینیٹ کی Intelligence Committee ' ہاؤس کی کمیٹی اور پھر 9/11 Commission کی رپورٹ ابھی ایک ہفتہ پہلے آ گئی ہے۔ اس کا مطالعہ کیجیئے' میں نے ان تینوں کا مطالعہ کیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ انگلستان سے Lord Butler کی رپورٹ اور Hunter کی رپورٹ' ان پانچوں documents کو اگر آپ سامنے رکھیں تو یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ عراق پر حملہ جھوٹی بنیاد پر' کسی evidence کے بغیر' یہ جانتے ہوئے کہ وہاں پر Weapons of Mass Destruction نہیں ہیں' Wul Focs نے ابھی ایک بیان میں صاف کہہ بھی دیا ہے کہ ہمیں Weapons of Mass Destruction اس لئے کرنا پڑا کہ یہی ایک issue تھا جس پر کہ ہم public کو ساتھ لے سکتے ہیں۔ اس سے بڑا ظلم اور کیا ہو گا کہ ایک ملک پر آپ حملہ کرتے ہیں' ہزاروں انسانوں کی جانیں لے لیتے ہیں' ملک کو تباہ کر دیتے ہیں اور یہ جانتے ہوئے کہ جس بات کو آپ بطور دلیل پیش کر رہے ہیں وہ جھوٹی ہے' وہ غلط ہے' وہ unfounded ہے۔

Intelligence agencies کا failure تو 9/11 سے پہلے' 9/11 کے دوران اور 9/11 کے بعد ہوا' لیکن عراق کا معاملہ تو وہ ہے کہ جس میں intelligence report صاف ظاہر کرتی تھی کہ ان دعوؤں میں کوئی صداقت نہیں ہے۔ پھر اس کے بعد آپ دیکھیں کہ امریکہ نے کوشش کی کہ اقوام متحدہ اس کا ساتھ دے۔ لیکن اقوام متحدہ نے ساتھ نہیں دیا اور اس طرح اقوام متحدہ کو totally نظر انداز کر دیا گیا۔ اس کے بعد پھر یہ کہا گیا کہ Bush is in counter. Opposition عراق میں ہمارا استقبال کرے گی اور عراقی عوام ہم پر پھول نچاور کریں گے' لیکن ہوا کیا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ عراقی عوام نے اپنی جان کی بازی لگا کر اپنی عزت' اپنی آزادی اور اپنے ایمان کی خاطر مقابلہ کیا ہے اور یہ resistance محض شیعہ سنی کی resistance

نہیں- یہ عوامی resistance ہے- امریکہ نے پوری کوشش کی ہے کہ اس طرح شیعہ سنی آپس میں لڑائے جائیں- ترک اور عرب آپس میں لڑائے جائیں- مختلف نسلی بنیادوں پر تصادم ہوتا ہے لیکن میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں عراقی عوام کو کہ انہوں نے امریکہ کی ہر سازش کو ناکام کیا ہے اور سب متحد ہوکر امریکہ کو Occupying Force ' ایک Imperial Power جان کر اس کا مقابلہ کر رہے ہیں- سارے ظلم اور ابو غرائب کے حقائق آپ کے سامنے آچکے ہیں- ایک ابو غرائب نہیں ہے ایسے کم از کم 6 prisons وہاں موجود ہیں- امریکہ ہی نہیں بلکہ برطانیہ کے افواج نے بھی اسی نہج کے مظالم کئے ہیں- ان تمام چیزوں کی روشنی میں انہوں نے national resistance دکھائی- ابھی حال ہی میں چار پانچ دن پہلے International Herald Tribune میں جو مضمون آیا ہے- اس میں اس نے صاف یہ بات کہی ہے کہ ہم اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں- عراق کے عوام ہمارے خلاف ہیں- عالم عرب اور عالم اسلام کے عوام ہمارے خلاف ہیں- عراق میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ کوئی terrorists ' کوئی منفرد یا کسی گروہ کا معاملہ نہیں ہے بلکہ وہ پوری قوم کی resistance ہے- ایک اور شخص نے Herald Tribune ہی میں بش کو مشورہ دیا ہے کہ ذرا intelligence reports کو پڑھنا چھوڑ دو اور الجزیرہ کو سنو تاکہ تمہیں معلوم ہو سکے کہ تمہاری thinking اور Middle East کے عوام کی thinking میں کتنا فرق ہے؟

جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ حملہ ناجائز اور ظالمانہ ہے- یہ قبضہ استعماری قبضہ ہے- یہ occupation ہے- United Nation's Security Council نے اپنی ساری کمزوریوں اور امریکہ کے بارے میں مداہنت کے باوجود امریکہ کو وہاں پر ایک occupying force تسلیم کیا ہے اور جو ڈراما Interim Government کا رچایا گیا ہے اس کی حقیقت سب کو معلوم ہے- Prime Minister کا CIA سے کیا link تھا اور ہے؟ Prime Minister کے احکامات کون مان رہا ہے اور اصل قوت اس وقت کس کے پاس ہے؟ صرف امریکی forces ہیں جو وہاں پر تمام نظام چلا رہی ہیں- جناب والا! یہ دوسرا پہلو ہے- یہ نکتہ محض اعتراض کا نہیں- میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ خطرہ دنیا کے ہر ملک کو ہے- جو کچھ امریکہ نے افغانستان میں کیا ہے اور جس طرح کیا ہے؟ پھر عراق میں کیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ North Korea اور ایران' ان تینوں

کو جس طرح نشانہ بنا رہا ہے۔ پاکستان بھی بہت زیادہ خوش نہ ہو۔ اس لئے کہ ایک طرف وہ کہتے ہیں کہ واہ واہ پاکستان نے ہمارا کیا ساتھ دیا ہے اور ہزاروں افراد اپنے ملک میں' اور خود ۶۰۰ کے قریب ہمیں دے دیئے۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ ان ۶۰۰ میں سے کتنے جھوٹے ہیں۔ کوئی جرم ثابت ہوا ہے؟ کوئی مقدمہ دائر ہوا ہے؟ کوئی charge sheet لگی ہے؟ کوئی evidence ہے؟ لیکن جناب والا! ان سب کے باوجود کوئی ایک بھی بیان یا تحریر ایسی نہیں ہے۔ میں بغور ان چیزوں کا مطالعہ کر رہا ہوں کہ جس میں اس بات کو کہنے کے بعد arm twisting, black mailing مزید کرو' جو ہم کہتے ہیں وہ مانو۔ یعنی یہ ساری کی ساری چیزیں ایک pattern ہے اس کے اندر۔ اگر ہمارا Foreign Office' ہمارے صدر' ہماری Cabinet اس pattern کو نہیں دیکھ رہی ہے تو میں بڑے ادب سے درخواست کروں گا کہ خدا کے لئے جو آپ نے آنکھوں پر چشمہ لگا رکھا ہے وہ اتار دیئے اور دیکھیئے کہ کیا ہو رہا ہے؟ جناب چیئرمین! کوئی ایک editorial ایسا نہیں ہے جس میں دو جملے تعریف کے کہنے کے بعد دو پیراگراف اس پر نہ ہوں کہ یہ اور یہ کرو ورنہ تم terrorist قرار دیئے جاؤ گے۔ تو یہ سارا کا سارا ایک کھیل ہے۔ تو میں کہنا چاہتا ہوں کہ عراق کے مسئلے پر یہ دہرا پن ہے کہ آج سارا عالم اسلام خصوصیت سے threat میں ہے۔ اگر خدانخواستہ امریکہ عراق میں جیت جاتا ہے تو کسی کی خیر نہیں اور اگر وہ عراق میں منہ کالا کر کے واپس جاتا ہے تو اس کے بعد بھی شاید اس کے عزائم نہیں بدلیں گے لیکن بہت سی رکاوٹیں پیدا ہو جائیں گی۔

تو آج عراق میں جو لڑائی لڑی جا رہی ہے' آج نجف اور بغداد میں جو لڑائی لڑی جا رہی ہے وہ دراصل پورے عالم اسلام کی لڑائی ہے۔ میں اس سے آگے بڑھ کر یہ کہوں گا کہ وہ تمام third world اور تمام مظلوموں کی لڑائی ہے۔ اگر ایک مرتبہ ایک ظالم اور جابر کو اس طریقے سے اپنا تسلط قائم کرنے کا موقع مل گیا تو پھر کسی کی خیر نہیں۔ خدا کے لئے آنکھیں کھولیئے۔ اس خول سے نکلیئے کہ آپ condemn کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔ اگر ہم اس کے لئے کہتے ہیں تو آپ کہتے ہیں condemn نہ کرو condone کردو۔ یہ رویہ ختم ہونا چاہیے۔

تیسرا پہلو جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ دراصل ایک وسیع تر مسئلے کا ایک حصہ ہے اور وہ حصہ یہ ہے۔ 9/11 report کا مطالعہ آپ کیجیئے۔ خصوصیت سے اس کا پہلا chapter

اس کے بعد strategy کے آخری دو chapters' آنکھیں کھولنے کے لئے ان کا مطالعہ اور تجزیہ بہت ضروری ہے ۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ امریکہ کو اگر خطرہ ہے تو terrorism سے نہیں ' حالانکہ terrorism کی کتنی شکلیں ہیں ۔ اور خود امریکہ میں کتنے terrorist group موجود ہیں اور ان کی کیا روایات ہیں terrorism کی ۔ کم از کم گیارہ بارہ terrorist movements امریکہ میں کام کر رہی ہیں ۔ لیکن وہ کہتے ہیں کہ اصل خطرہ ان سے نہیں ہے ۔ اصل خطرہ Islamic terrorism سے ہے ۔ اور پھر کہتے ہیں Islamic terrorism سے نہیں بلکہ اس infrastructure سے ہے جو مسلمانوں میں مدافعت اور مزاحمت کی ذہنیت پیدا کرتا ہے ۔ اس میں وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ مدرسے ' دینی ادارے ' دینی روایات' یہ پورا infrastructure ہے۔جب تک اس infrastructure کو تباہ نہیں کردیا جائے گا امریکہ محفوظ نہیں ہوگا ۔ لیکن اس سے آگے بڑھیئے ۔

جناب والا! ایک بڑی چشم کشا کتاب ابھی آئی ہے Imperial Hubris جس کا لکھنے والا Anonymous ہے جو ابھی دو مہینے پہلے آئی ہے ۔ لیکن آپ کو بتا دوں کہ anonymous کون ہے؟ anonymous CIA کا ایک Senior Analyst Officer ہے اور اس نے preface میں یہ لکھا ہے کہ میں نے اس کتاب کو C.I.A. سے Clear کروا لیا ہے ۔ البتہ پابندی صرف اتنی ہے کہ اپنا نہ کروں ۔ یہ کتاب شائع ہو گئی ہے ۔ اس میں کیا کہا گیا ہے ؟ اس میں کہا گیا ہے کہ آج ساری دنیا خصوصیت سے عالم اسلام امریکہ کے خلاف ابھر رہا ہے اور کہتا ہے کہ یہ ایک حقیقت ہے اس کو ماننا چاہیے ۔ پھر وہ کہتا ہے کہ اگر یہ ایک حقیقت ہے تو اس کے اثرات کیا ہیں ؟ یہاں میں اس کو داد دیتا ہوں کہ اس نے کھل کر یہ بات کہی ہے کہ یہ مسئلہ محض سیاسی مفاد کا نہیں بلکہ اس کے genuine causes ہیں اور ان causes میں مخالفت امریکہ سے نہیں ' امریکہ کی پالیسیوں سے ہے ۔ اور یہ پالیسیاں کیا ہیں ؟ وہ کہتا ہے کہ اس پالیسی میں سرفہرست فلسطین کا issue ' اسرائیل کے بارے میں ہمارا رویہ اور کلی طور پر اپنے آپ کو اسرائیل سے identify کر دینا ہے۔ پھر وہ کہتا ہے کہ دوسری اس کی وجہ یہ ہے کہ افغانستان اور عراق میں ہم جو کچھ کر رہے ہیں اس کا جو پیغام پوری دنیا میں پہنچا ہے خصوصیت سے مسلم دنیا میں اس نے اس لفظ کو واضح کیا ہے۔۔۔'

تیسری چیز یہ ہے کہ انہیں یہ خیال ہے کہ امریکہ ان کے resources کے اوپر '

خصوصیت سے Oil کے اوپر قبضہ کررہا ہے - اس طرح سے اس نے چھ نکات بتلائے - یہ چھ بنیادی چیزیں ہیں جس کی بنا پر آج عالم اسلام ہماری مخالفت میں ہے - ہمیں اب کیا کرنا چاہیے - وہ کہتا ہے چار راستے ہو سکتے ہیں - پہلا راستہ یہ ہے کہ ہم terrorists اور جو ان کو پناہ دیں' ان کو تباہ کردیں - اور یہی وہ راستہ ہے' یہ وہ پالیسی ہے جو موجودہ حکومت نے اختیار کی ہے - لیکن ساتھ ہی وہ یہ بھی کہتا ہے کہ دنیا میں کہیں بھی محض قوت کے ذریعے اس نوعیت کے خطرات کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا ہے - نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم ایک کے بعد دوسرے ملک کو occupy کرلیں گے - لیکن terrorism ختم نہیں ہوگا - پھر کیا کیا جائے ؟ پھر کہتا ہے کہ دوسرا راستہ یہ ہے کہ ہم اپنی پالیسی کو بدلیں -

جناب چیئرمین ! میں آپ کو اور فارن آفس کو دعوت دوں گا کہ جو اس کا response ہے' اس پر غور کرے - وہ کہتا ہے کہ اصل حل تو یہی ہے لیکن ہم یہ کر نہیں سکتے اور نہ ہمیں یہ کرنا چاہیے - اس لئے کہ امریکہ کی جو political realities ہیں اور جو ہمارے مفادات ہیں ان کی بنا پر ہم یہ پالیسی نہیں بنا سکتے - کھلے کھلے یہ بات کہتے ہوئے کہ پھر کیا راستہ ہے ؟ تیسری بات وہ یہ کہتا ہے کہ پھر اس کا راستہ یہ ہے کہ ہم Nation building کا راستہ اختیار کریں - یعنی یہ کہ ہم ان تمام ممالک میں ایک طرف تو terrorism کے خلاف یا اس کے نام پر جس کو بھی نشانہ بنائیں اس کو ہم ہدف بنائیں - لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم وہاں پر اپنے ہمنوا پیدا کریں - وہاں پر حکومتوں میں moderate تلاش کریں - تعلیم ' public diplomacy, regime change یہ وہ ساری چیزیں ہیں ' سارے وسائل ہمارے سامنے ہونے چاہییں تاکہ nation building اس طریقے سے ہو ان تمام ممالک کے اندر تاکہ وہ ہماری زنجیروں کو زیور سمجھ کر قبول کرلیں-

چوتھی بات وہ یہ کہتے ہیں کہ جو ہماری بات کو نہ مانیں ان کو برابر punish کریں تو nation building اور punishment یہ ہے وہ strategy اس کو اگر آپ دیکھیں جو Rand Corporation کی report ابھی آئی ہے اس میں بھی اسی line کے اوپر ہے اور وہ ذرا زیادہ bland ہے- اس میں انہوں نے کہا ہے کہ مسلم ممالک میں صرف چار عناصر ہیں- ایک جنہیں وہ fundamentalist کہتے ہیں جو اپنی آزادی اور ایمان کے تحفظ کے لیے اپنی جان کی بازی لگانے کے لیے تیار ہیں' یہ ان کی نگاہ میں fundamentalist بن جاتے ہیں' دوسرے

conservative' تیسرے liberal' اور چوتھے secularist۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے اصل حلیف secularist ہیں لیکن liberals کا بھی دھیان رکھنا چاہیے' conservatives کو گوارا کر لیں۔ پہلے کہا کہ fundamentalists سے نمٹ لیں' یہ بالکل ختم کر لیں تو پھر conservatives کو' پھر liberals کو' اور دراصل جب تک secular نظام نہیں آئے گا اس وقت تک مسلم دنیا کے حالات نہیں بدلیں گے۔ یہ thinking اس سے پہلے بھی تھی' یہ نئی چیز نہیں ہے۔ ہر imperialist power نے یہ سوچا ہے۔ برطانیہ کے strategists کی اگر آپ چیزیں پڑھیں' میں نے ان کا مطالعہ کیا ہے۔ انہوں نے آج سے دو سو سال پہلے بھی یہی بات کہی تھی۔ جہاد کو آج ہدف بنایا جا رہا ہے لیکن جہاد کو ہدف بنانے میں آج نہیں' پورا oriental strategism دیکھ لیجیے' imperialist حکمرانوں کی تقریریں دیکھ لیجیے' ہر جگہ جہاد ہی کی قوتوں نے imperialism کا مقابلہ کیا اور ہر جگہ جہاد کو issue بنایا گیا حتیٰ کہ جہاد کی تضحیک کے لیے ضرورت نکل آئی۔ یہ سب stages تھیں۔ ہم اس سے گزر چکے ہیں۔ جہاد اللہ کا حکم ہے' قرآن اللہ تعالےٰ کی کتاب ہے۔ جب تک قرآن موجود ہے اور انشاء اللہ یہ رہے گا' کوئی جہاد کو اسلام سے نہیں نکال سکتا ہے اور جہاد کے بغیر مسلمان عزت' ایمان کی زندگی نہیں گزار سکتا۔ ٹھیک ہے جہاد اور دہشت گردی ایک چیز نہیں ہے۔ اس کے آداب ہیں لیکن جہاد کے بارے میں یہ سمجھنا کہ جہاد کو ختم کر کے وہ مسلمانوں کو اس طریقے سے ناکارہ بنا سکتے ہیں۔

ایں خیال است و محال است و جنوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: پروفیسر صاحب' wind up کریں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں wind up کر رہا ہوں۔ تو یہ وہ تیسرا پہلو ہے۔ پہلا immediate' جذباتی اور ایمانی مسئلہ ہے کہ جو کچھ وہاں ہو رہا ہے انسانی issue ہے۔ ہمیں اس کو take up کرنا چاہیے' protest کرنا چاہیے' اس کے خلاف mobilize کرنا چاہیے اور اس طرح خاموش بیٹھے رہنا یا ایک آدھ ٹیلیفون کر دینا اور ایک آدھ بیان دے دینا' یہ کافی نہیں ہے۔

دوسری بات عراق کا issue سیدھا سیدھا occupation ہے' جدید imperialism ہے

اور مڈل ایسٹ کے نقشے کو بدلنے کا ہے لیکن تیسرا اس سے زیادہ بڑا خطرہ یہ ہے کہ اس کو عنوان بنا کر مسلم دنیا میں ایک تہذیبی کشمکش ، مسلم دنیا میں liberal اور conservative کا تصادم اور امریکی وسائل، امریکی میڈیا، یورپین میڈیا ان سب کے ذریعے سے اس بات کی کوشش، جسے وہ nation building کہہ رہے ہیں کہ ہم ان کو ان کی جڑوں سے ہلا دیں، ان کو ان کی بنیادوں سے ہلا دیں ، اور ان کو محض اپنی آواز بازگشت، اپنا ذہنی غلام، اپنا نوکر چاکر بنا دیں۔ یہ ہے وہ کھیل، جناب والا! اگر ہم اس خطرے کا بھر پور مقابلہ نہیں کرتے تو مجھے ڈر ہے کہ ہماری آزادی اور ایمان دونوں خطرے میں ہیں۔ میں امریکہ کو الزام نہیں دیتا اس لیے کہ امریکہ کا جو بھی ذہن ہے یا جو ان کے عزائم ہیں، میں اپنے حکمرانوں سے اپیل کرتا ہوں ، اپنی قوم سے، اور سب عناصر سے، ہمارے اختلافات بھی ہو سکتے ہیں اور ہیں لیکن ہماری آزادی، ہمارا دین و ایمان، روایات یہ سب کے لیے محترم ہے اور ہمیں ان کے دفاع کے لیے منظم ہونے کی ضرورت ہے، مل کر چلنے کی ضرورت ہے۔ اقبال نے صحیح کہا تھا کہ۔

یورپ کی غلامی پر رضا مند ہوا تو
مجھ کو گلہ تو تجھ سے ہے یورپ سے نہیں

تو یہ جو nation building کی یلغار ہے اس کا مقابلہ کرنے کے لیے ہمیں متحد ہونے کی ضرورت ہے۔ جناب والا! میں یہ صاف کہہ دینا چاہتا ہوں کہ اس کا مقابلہ محض قوت کے اندھے استعمال یا ایسے کسی اقدام سے نہیں ہو سکتا جو confrontationalist ہوں جسے civilians کے لیے terrorism کہا جا سکے۔ یہ راستہ نہیں ہے ، راستہ ہے جمہوری بنیادوں کے اوپر اپنی آزادی کا تحفظ ، راستہ ہے پاکستان کے دستور کا اس کی تمام provisions کے ساتھ، احترام، جمہوری روایات کا فروغ، اداروں کا استحکام اور مل جل کر کے مشورے سے ایک strategy بنانے کا۔ میں اس پر حکومت کو بھی دعوت دیتا ہوں اور میں اپنی طرف سے اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ ہر وہ اقدام جو پاکستان کی آزادی، اسلامی قوتوں کی تقویت اور جدید امریکی استعمار کو resist کرنے کے لیے ایک حقیقت پسندانہ strategy کو develop کریں ہم اس میں تعاون کریں گے لیکن راستہ یہی ہے کہ اٹھیے، challenge کو محسوس کیجیئے، اس کو نظر انداز کرنا، ایسا ہی ہے جیسے کہ بلی کے حملہ کرنے کے اوپر کبوتر آنکھیں بند کر لے۔ یہ راستہ نہیں ہے۔ راستہ

یہی ہے کہ آنکھیں کھول کر کے مقابلے کی تیاری کیجیئے اور مجھے یقین ہے کہ امت مسلمہ اپنے میں یہ طاقت اور قوت رکھتی ہے۔ امریکہ بڑی power ضرور ہے لیکن اللہ سب سے بڑی قوت ہے اور ایک نہیں تاریخ میں کم از کم 36 سپر پاورز کے قبرستان ہیں۔ اس میں ہمیں خائف نہیں ہونا چاہیئے۔ ہم نے اپنے زمانے میں دیکھا ہے کہ برطانیہ اور روس super power تھے پھر کہاں پہنچے۔ اس سے مرعوب نہ ہو جایئے' اپنی حقیقت کو اپنی قوت کو پہچانیئے انشاء اللہ مستقبل ہمارے ساتھ ہو گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، ایک تو مجھے دونوں طرف کے speakers کی list چاہیئے

and then I have a request from Foreign Minister, he is very busy from tomorrow onward and please speakers confine yourself to 5 minutes to

speak. اب وزیر صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

جناب خورشید محمود قصوری، شکریہ۔ جناب والا! position یہ ہے کہ ابھی یہاں کوئی سوا دو بجے کے قریب مجھے جانا پڑے گا' کرزئی صاحب آ رہے ہیں I have to receive him. President of Afghanistan, President of Albania, President of Bosnia

اگلے تین دن میں پھر Foreign Minister of Kuwait تو میں نے عرض یہ کی تھی کہ مجھے پتا ہے کہ کیا دلائل ہیں' کچھ میں نے سنے ہیں' کچھ anticipate کر لوں گا اگر مجھے اجازت دے دی جائے تو میں حکومت کا موقف اس پر بیان کر دوں - یہ ٹھیک ہے' میں مانتا ہوں کہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور بہت سے ارکان دونوں sides سے اس پر بات کرنا چاہیں گے۔ اگر آپ کی اجازت ہو جناب والا! تو میں کچھ حکومت کی طرف سے عرض کر دوں تاکہ میں چاہ رہا تھا کہ اتنا اہم معاملہ ہے کہ میں اسی لیے یہاں بیٹھا ہوا تھا اور میں نے Office میں کہا تھا کہ جیسے ہی یہ معاملہ آئے مجھے بلا لیں' میں وہاں سے اٹھ کے آیا ہوں۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو؟

جناب ڈپٹی چیئرمین، دیکھیں انہیں بولنے دیں۔ انہیں جانا ہے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار، جناب چیئرمین صاحب!

I am grateful, honourable Minister has discussed with us and we

understand his time limitation. He has to deal with four dignitaries in the next three, four days.

ویسے بھی ایک روایت ہوتی تھی کہ وزیر اور وزیر اعظم کے بولنے کے بعد نہیں بولا جاتا تھا۔ چوہدری صاحب آج بولے تو ساری دنیا بعد میں بولی۔ جناب! یہ ہو سکتا ہے کہ یہ جو گورنمنٹ کا موقف ہے وہ بتا دیں اور اس کے بعد یہ چلے جائیں باقی تقریریں جو ہیں وہ آج اور کل ہوں گی۔

یہ کوئی بات نہیں we have already agreed to this

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ۔ مولانا صاحب دیکھیئے ان کے پاس ٹائم نہیں ہے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق، جناب! میرا point of order نہیں ہے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اسی سیشن میں یہ سارا مسئلہ ختم کر دیا جائے گا یا اس کو کل تک چھوڑیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، بھئی جو کچھ ہم سے آج ہو سکے گا وہ کریں گے اور اگر نہیں ہو سکا تو پھر کل کریں گے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق، سب کو بات کا موقع مل جائے ---

جناب ڈپٹی چیئرمین، آپ کو بالکل بات کا موقع ملے گا۔ جی لسٹ بنا کر دیں۔ جی قصوری صاحب۔

جناب خورشید محمود قصوری، شکریہ جناب۔ جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں اور Opposition کے ارکان کا، بھی میں نے ان سے ذاتی طور پر یہ التماس کیا تھا کہ یہ کافی diplomatic activity الحمد للہ پاکستان میں ہو گی اور اگلے چار دن میں چار dignitaries آ رہے ہیں تو میں سمجھ رہا تھا کیوں کہ یہ معاملہ اہمیت کا حامل ہے۔ میں ذاتی طور پر پروفیسر صاحب کی اور باقی دوستوں کی بڑی عزت کرتا ہوں، میں چاہ رہا تھا کہ وہ موجود ہوں، کچھ اس سلسلے میں عرض کر سکوں۔ پروفیسر خورشید صاحب نے ایک بہت عالمانہ تقریر کی اور انہوں نے مختلف کتابوں کا بھی ذکر کیا، کچھ مقالوں کا ذکر کیا، بالکل ان کا حق ہے۔ ویسے بھی علمیت یہی ہے کہ ایک مسئلے پر ایک سے زیادہ آرا ہو سکتی ہیں اور ایک چیز کو دیکھنے کے ایک سے زیادہ طریقہ کار ہو سکتے ہیں۔ مختلف زاویوں سے مختلف لوگ ایک چیز کو دیکھتے ہیں۔ انہوں نے جو بات کی ہے وہ ایک

طریقہ کار ہے اس معاملے کو judge کرنے کا۔ اب یہ میرے لیے مناسب نہیں کہ جو انہوں نے بات کی اس کا میں تجزیہ کروں۔ انہوں نے اپنے ایک نکتہ نظر سے بات کی ہے لیکن جو بنیادی thrust اس دلیل کا ہے میں اس کو مدنظر رکھ کر حکومت پاکستان کی پالیسی بیان کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات یہ ہے کہ ہماری کوشش ہے کہ خارجہ پالیسی کے معاملےمیں اور اس معاملے میں خصوصی طور پر bipartisanship ہو۔ میں بحیثیت وزیر خارجہ یہ کوشش کرتا رہا ہوں اور پروفیسرصاحب کو یاد ہوگا ' رضا ربانی صاحب کو یاد ہوگا اور دیگر دوستوں کو بھی یاد ہوگا کہ عراق کے مسئلہ پر ایک joint resolution میں نے اور آپ سب دوستوں نے مل کر بنایا اور پیش کیا۔ اسی طرح نیشنل اسمبلی میں آج سے پانچ چھ دن قبل جب نجف شریف کا معاملہ زیر بحث آیا اور وہاں بمباری کے خطرات تھے' تو اپوزیشن اور حکومت مل کر نیشنل اسمبلی میں ایک joint resolution لے کر آئی ۔ میں خوش ہوں گا کہ اگر اس قسم کی زبان کا ' چونکہ اس میں کافی بحث مباحثہ ہوا تھا' سینیٹ بھی resolution adopt کیا جائے۔ یہ بھی ایک اچھی بات ہوگی۔ اس لئے کئی ایسی چیزیں ہوتی ہیں جس میں حکومت اور اپوزیشن کی بات نہیں ہوتی ہے بلکہ قومی مفادات کی بات ہوتی ہے۔ کم ازکم میری ذاتی رائے یہی ہے ۔ جناب والا۔ میری زیادہ تر زندگی اپوزیشن میں ہی گزری ہے۔ میں نے اپوزیشن برائے اپوزیشن کبھی نہیں کی۔ اگر میں سمجھتا تھا کہ محترمہ بے نظیر بھٹو کوئی اچھا کام کر رہی ہیں تو میں اسے support کرتا تھا۔ میاں نواز شریف صاحب' جب میں ان کے ساتھ نہیں بھی تھا' انہوں نے اگر کوئی ملک کے مفاد میں کوئی بات کی تو میں نے ان کی support کی۔ اس لئے میں نہیں سمجھتا کہ اس بنیاد پر اس پر بحث کی جائے کہ پیپلز پارٹی یہ کہہ رہی ہے' ایم ایم اے یہ کہہ رہی ہے ' مسلم لیگ (ن) والے یہ کہہ رہے ہیں اورحکومت یہ کہہ رہی ہے ۔ نہیں! ہم سب پاکستانی ہیں۔اگر آج ہم ادھر ہیں تو کل ادھر بیٹھ سکتے ہیں یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ جناب والا! پاکستان کی پالیسی کیا ہے؟ پاکستان نے عراق پر حملے کی مخالفت کی ' یہ کھلے بندوں کی' ببانگ دہل کی اور ڈنکے کی چوٹ پر کی۔ کوئی چھپ کر نہیں کی۔ میں نے دو مرتبہ خود سیکورٹی کونسل کی meeting کو preside کیا ہے۔ الحمدللہ' ہم دو سال ممبر رہے ہیں۔ جب میں وزیر خارجہ بنا تھا۔اسی وقت ہم سیکورٹی کونسل کے ممبر تھے۔ عراق کی debate ایک بہت اہم debate تھی۔ پاکستان نے کوئی ایسا موقف اختیار نہیں کیا

کہ جس کی وجہ سے آج ہمیں اپنی گردن جھکانا پڑے۔ کسی موقع پر ایسا نہیں کیا۔

جناب والا! پھر میں نے ہر جگہ گوانتاناموبے کا معاملہ اٹھایا ہے ۔ کولن پاول صاحب سے بھی اٹھایا اور جیک سٹرا سے بھی اٹھایا۔ جہاں ضرورت محسوس ہوئی' وہاں اٹھایا۔ الحمدللہ بہت سارے لوگ وہاں سے رہا ہوئے اور باقی کچھ رہا ہونے والے ہیں۔ میرے کہنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ یہاں کوئی اپوزیشن اور پاکستان کی بات ہے۔ گوانتاناموبے پر میں نے امریکہ سے کہا تھا کہ جناب human rights کی جہاں violation ہو رہی ہے' ہمارا فرض ہے کہ ہم آپ کے سامنے وہ معاملات لے کر آئیں۔ پاکستان نے تو وہ کام کرنا ہے جو ہمارے قومی مفاد میں ہے۔ امریکہ جو کر رہا ہے جیسے پروفیسر صاحب نے کہا ہے ان کا اپنا تجزیہ ہے ' انہوں نے مختلف کتابوں اور مقالوں کا ذکر کرکے ثابت کیا کہ امریکہ کی یہ پالیسی ہے اور امریکہ کی یہ خواہش ہے۔ اب یہ تو ایک scholarly debate ہے اور اس پر اگر واقعی کوئی سیر حاصل بحث کرنی ہو تو پھر اس پر بہت seminars منعقد ہو سکتے ہیں۔ امریکہ میں خود اس پر دو رائے ہیں۔ پاکستان میں بھی اس پر بات چیت کی جا سکتی ہے۔ لیکن اس کے لئے کوئی forum اور ہوگا کہ وہاں ان کی ہر دلیل کو دیکھا جائے اور اس کے سامنے یہ کہا جائے کہ یہ بھی ممکن ہے۔ لیکن جناب والا! بات یہ تھی کہ جو پاکستان کی خارجہ پالیسی کو مسائل درپیش آئے ۔ وہ کیا تھے؟ یہاں ذکر U-turn کا کیا گیا ہے۔ میں تو اس وقت حکومت میں نہیں تھا۔ جب طالبان کا معاملہ سامنے آیا تھا تو میں عرض کرتا ہوں کہ یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ حکومت پاکستان نے طالبان کو سمجھانے کی پوری کوشش کی۔ صرف اس وقت ہی نہیں جب 9/11 کا واقعہ رونما ہوا بلکہ اس سے قبل بھی وہاں delegations بھیجے گئے۔ جب بامیان بدھا کو destroy کرنے کا معاملہ سامنے آیا تو آپ کو یاد ہوگا کہ پاکستان کو کئی ممالک سے appeals آئیں۔ چین' جاپان' سری لنکا جہاں بدھ مت کے لوگ بس رہے تھے جو پاکستان کے دوست بھی تھے' انہوں نے کہا کہ ہم ان کی قیمت دینے کے لئے تیار ہیں۔ ہمیں انہیں اٹھا لینے دیا جائے۔ ان کے لئے یہ مقدس چیز تھی۔ یہ ایک historical monument تھا۔ افغانستان کی ایک heritage تھی۔ دنیا میں heritage کے کچھ مجسمے ہیں جو world heritage میں شمار کئے جاتے ہیں' یہ اس میں شامل تھے۔ پاکستان کی گورنمنٹ نے طالبان کو سمجھانے کی پوری کوشش کی کہ ایسا مت کریں۔ آپ ساری دنیا میں isolate ہو جائیں

گے۔ ہم نے تو پوری کوشش کی۔ ہم سے کوئی کوتاہی نہیں ہوئی۔ جناب جب یہ معاملہ سامنے آیا تھا' میں اس وقت حکومت میں نہیں تھا۔ لیکن میں بحیثیت ایک پاکستانی کے اخبارات تو پڑھ رہا تھا۔ آپ بھی پڑھ رہے تھے۔ آپ اس وقت ڈپٹی چیئرمین نہیں تھے۔ حکومت پاکستان نے پوری کوشش کی اور delegations بھیجے بلکہ علماء کے بھی delegations بھیجے۔ صرف حکومت کے delegations نہیں گئے۔ علماء حضرات کو کہا گیا کہ آپ جائیں' انہیں سمجھائیں' ہمیں پتا ہے کہ اس کا کیا نتیجہ ہوگا۔ جناب بڑی کوشش کی گئی' وہ نہیں سمجھ رہے تھے۔ جب ایک فریق فیصلہ کر لے۔ تو کیا ہمارے لئے یہ فرض ہے کہ ہم خود کشی کریں۔ مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ حکومت پاکستان نے کیا کیا۔ کیا ہم نے امریکہ کو دعوت دی؟ ہم نے تو امریکہ نہیں بلایا۔ ہم نے قطعاً یہ نہیں کہا۔ ہم نے یہ کہا کہ جو حالات مناسب نہیں ہیں۔ جو امریکہ پر حملہ ہوا ہے یہ اسلام کی تعلیمات کے مطابق صحیح نہیں ہے۔ اس میں کئی مسلمان شہید ہوگئے۔ وہاں پر کوئی ایک مسلمان تھا۔ کئی پاکستانی 9/11 میں گئے بلکہ پچاس' ساٹھ یا ستر اقوام کے لوگ وہاں پر کام کر رہے تھے' کئی مائیں اپنے بچے کھو بیٹھیں' کئی خواتین اپنے شوہروں سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ تو پوائنٹ یہ ہے کہ حکومت پاکستان نے تو یہی سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ 9/11 کے بعد ایک نئی صورتحال پیدا ہو رہی ہے۔ افغانستان کی جو اس وقت کی طالبان حکومت تھی' پاکستان اس وقت ان تین ممالک میں سے تھا جو اس حکومت کو تسلیم کرتا تھا۔ باقی ممالک نے اس کو تسلیم نہیں کیا تھا۔ ایک اور بھی ہماری کمزوری ہے۔ یہ تو یہاں پر ایک زاویہ سے حملہ ہو رہا ہے۔ میں جب باہر جاتا ہوں تو یہ حملہ ہوتا ہے کہ آپ نے طالبان کو کیوں recognize کیا تھا۔ یعنی عجیب و غریب بات ہے۔ یہاں ہمیں یہ کہا جا رہا ہے کہ آپ نے U turn لیا' جب میں دنیا کے فورم پر جاتا ہوں تو مجھے کہتے ہیں کہ جناب! آپ پر تو زیادہ ذمہ داری ہے' آپ ان دو' تین ممالک میں سے ہیں جنہوں نے طالبان کو recognize کیا ہوا تھا تو ہم ان کو کہتے ہیں کہ جناب! ہم نے ہر ایک کو recognize کیا۔ ہم نے تو اس وقت بھی افغانستان کے ساتھ تعلقات نہیں توڑے جب پرنس داؤد خان تھے جو پاکستان کے مخالف جانے جاتے تھے' ان کے دور میں ہم نے تعلقات نہیں توڑے' یہ ہمارے لئے ممکن نہیں۔ افغانستان ہمارا برادر ملک ہے' ہمارا ہمسایہ ملک ہے' ہر افغان حکومت سے تعلقات کا رہنا ہمارے لئے ناگزیر ہے اور افغانستان کے لئے بھی ناگزیر ہے۔ میں

آپ کی خدمت میں عرض کر رہا تھا کہ جو کچھ بھی ہوا' افغانستان کی اس وقت کی حکومت نے خود دعوت دی اس چیز کی جس کا آج ذکر کیا جا رہا ہے اور اس کی قیمت پاکستان کو کئی سال سے چکانی پڑ رہی ہے۔ چالیس لاکھ افغان مہاجرین پچیس سال تک پاکستان میں رہے۔

جناب والا! آج بھی اعداد و شمار وہ نہیں جو عام طور پر اخباروں میں آتے ہیں۔ ہمارے مطابق ابھی 1.9 ملین کیمپوں میں ہیں اور بدقسمتی سے 1.5 ملین مختلف شہروں میں چلے گئے ہیں۔ بلکہ جب اقوام متحدہ کے راک لوبھرز سے بات ہوئی تو میں نے ان کو کہا کہ جناب! ہم اس کے لئے sensus کروانے کو تیار ہیں' ہم چاہتے ہیں' ہم نے پناہ بھائی چارے کی بنیاد پر دی تھی' ہمارے وہ بھائی ہیں لیکن ہمیں اس کی قیمت ادا کرنی پڑ رہی ہے۔ کہیں کوئی دھماکہ ہو رہا ہے پھر پاکستان پر انگلی اٹھائی جاتی ہے کہ پاکستان کچھ نہیں کر رہا۔ پاکستان has to do more تو ہم نے کہا کہ بھئی ہم کیا کریں ان لوگوں کا یہاں پر افغانستان کے باشندے بیٹھے ہوئے ہیں' ان کا زیادہ interest افغانستان کے affairs میں ہے' اگر آپ چاہتے ہیں کہ پاکستان میں لوگ interest لینا بند کریں تو پہلے تو ان افغان باشندوں کو لے کر جائیں جو یہاں پر آباد ہیں۔ ان کی وجہ سے پاکستان پر دونوں طرف سے بوچھاڑ ہو رہی ہے۔ ایک طرف علماء حضرات بوچھاڑ کر رہے ہیں اور دوسری بہت سی عالمی طاقتیں پاکستان پر گرجتی ہیں۔ ہم الحمدللہ ابھی برابری کی بنیاد پر ان سے بات کرتے ہیں اور بالکل سیدھی بات کرتے ہیں۔ جناب! اس میں جو بات ہوئی' جو طالبان حکومت بھی آئی اس کا آپ سارا ہمارے ذمے نہ ڈالیں بہت سی حکومتوں کا role ہے۔ جب افغانستان پر روس کی طرف سے حملہ ہوا تھا تو بہت سے ملک جو آج اپنے ہاتھ جھاڑ کر علیحدہ ہو گئے ہیں وہ بھی تو پشت پناہی کر رہے تھے۔ یہ میں اس فورم پر کہتا ہوں۔ آج میں دوسری بات اپنے بھائیوں سے کر رہا ہوں' اس پارلیمنٹ کے ایوان بالا میں بات کر رہا ہوں کہ پاکستان کی حکومت سے عراق کے معاملے میں کیا غلطی ہوئی' بتائیں تو سہی۔ افغانستان کے معاملے پر ہم نے کوئی U turn نہیں لیا کہ ہم نے جان بوجھ کر دیکھا دیکھی' ایک دم' پل میں اپنی پالیسی سے منحرف ہو گئے' ایسی بات نہیں تھی۔

جناب! عراق کے وقت تو میں وزیر خارجہ تھا' مجھے ایک ایک پل کا علم ہے کہ کس قسم کے پریشر میں ہم نہیں آئے۔ ہمیں کہا کہ فوج بھیجی جائے۔ جناب! دو سال ہونے کو آئے

ہیں، فوج ابھی تک نہیں گئی۔ مطلب یہ ہے کہ کیا ہم نے فوج بھیج دی؟ کیا ہم نے حملے کو support کیا؟ ہم نے تو اقوام متحدہ میں یہ کہا تھا کہ جو انسپکٹرز ہیں ان کو مزید مہلت دی جائے تاکہ وہ جائیں اور Weapons of Mass Destruction دیکھیں کہ ہیں یا نہیں ہیں۔ ہمارا تو وہی موقف تھا جو باقی بڑی قوموں کا تھا، خوددار قوموں کا اس وقت جو موقف تھا، وہی ہمارا موقف تھا، ہمارا کوئی مختلف موقف نہیں تھا۔ ہاں! اب یہ انہوں نے کہا لیکن جب پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ occupation forces کو United Nations کو accept کرنا پڑا۔ جناب! occupation forces کو accept کرانا تو اس لیے ضروری تھا کہ occupation forces کی international law میں ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ یعنی یہ تو بڑی تباہ کن بات ہوتی کہ حملہ بھی ہوگیا، قبضہ بھی ہوگیا اور occupation forces بھی ہوں۔ چونکہ International Red Cross ہو یا اور بین الاقوامی convention اور treaties ہیں، اس میں occupation power پر ذمہ داریاں عائد کی گئی ہیں کہ اگر ایک ملک جا کر دوسرے پر قبضہ کرتا ہے تو اس ملک کی جو آبادی ہے اس کی طرف اس ملک کیا ذمہ داریاں ہیں۔ بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ بین الاقوامی برادری نے بھی صحیح کیا اور امریکہ اور برطانیہ کو شاید یہ پسند نہیں تھا کہ ان کو occupation forces کہا جائے لیکن بہرحال ان کو بھی یہ بات ماننی پڑی کہ اگر ان کی ذمہ داری نہیں تو کس کی ہے۔ تو انہوں نے اس ذمہ داری کو accept کیا کہ ہم occupation forces ہیں لیکن پاکستان کا ، جناب! اس وقت سے آپ دیکھ لیں، آپ کو یاد ہوگا جب بمباری شروع ہوئی، اس وقت بھی حکومت پاکستان بولی تھی۔ یہ میں آج کی بات، نجف کی بات نہیں کر رہا۔ میں نے تو اس وقت بھی بات کی تھی، صدر پاکستان کا بیان آیا تھا اور جناب والا! ابھی بھی صدر پاکستان نے، ابی زید سے بات کی ہے اور جو ہمارے پاکستان کے مسلمان بھائی ہیں، ان کا جو جذبہ ہے، اس سے انہیں آگاہ کیا ہے کہ وہاں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار ہے، اس کا خیال رکھا جائے۔ چاہے کوئی شیعہ ہو یا سنی ہو، سب کے جذبات اس میں involved ہیں۔ ہم سے جو ہو سکا ہم کر رہے ہیں، کرتے رہیں گے۔ بدقسمتی سے جو عراق میں حالات ہیں، وہ آپ کے سامنے ہیں، اس میں اب حکومت پاکستان کرے کیا۔ جناب والا! جہاں تک یہ ہے کہ سمجھوتا کیا حالات سے تو کیا وہ پاکستان نے کیا؟ کیا روس اور جرمنی نے نہیں کیا؟ روس اور جرمنی نے کھلے بندوں مخالفت کی،

عراق پر امریکہ کے حملے کی۔ اب ایک position پیدا ہوگئی' چین کو بھی accept کرنا پڑ گیا' روس کو بھی accept کرنا پڑا' جرمنی کو بھی accept کرنا پڑا' ساری دنیائے اسلام کو accept کرنا پڑا کہ جناب! اب امریکہ وہاں occupying power ہے۔ اس سے قبل جب Interim Government آئی' جو موجودہ ہے وہ ایک occupation power, ایک حقیقت تھی' اس کو تسلیم کرنے' نہ کرنے سے فرق نہیں پڑتا' صرف یہ تھا کہ کس authority سے بات کی جائے۔ اگر آپ عراق کے عوام کی بھلائی چاہتے ہیں تو کس سے بات کریں۔

جناب! عراق کے معاملے میں ہم نے کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا جس پر ہم نادم ہوں۔ الحمد للہ' ہم سرخرو ہیں۔ ہم پاکستان کے عوام کے جذبات کی مکمل طور پر عکاسی کرتے ہیں۔ ہماری جو خارجہ پالیسی ہے' چاہے صدر پاکستان ہوں' چاہے وزیر اعظم پاکستان ہوں یا میں بحیثیت وزیر خارجہ' ہم نے تو کوئی ایسی بات نہیں کی۔ کوئی بتائے تو سہی کہ حکومت پاکستان سے لغزش کیا ہوئی۔ ایک مسئلہ ہے جو عراق میں ہو رہا ہے اور جناب والا! ہم یہی کرسکتے ہیں کہ بار بار دہرائیں کہ پاکستان چاہتا ہے کہ عراق کے عوام کی sovereignty کا خیال رکھا جائے' territorial integrity یعنی اس کا علاقائی اتحاد ہے' یگانگت ہے' اس کا اتحاد مدنظر رکھا جائے اور اس کی جتنی بھی دولت ہے اس پر عراقی عوام کا حق ہو۔ حکومت پاکستان انہی principles کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی پالیسی چلا رہی ہے اور میں اس معزز House کو آپ کی وساطت سے یقین دلانا چاہتا ہوں کہ کوئی ایسا کام ہم نہیں کریں گے جو پاکستان کے عوام کی خواہشات کے برعکس ہو' یہ ممکن ہی نہیں۔ جناب! ہم لوگ ووٹ لے کر آئے ہیں' ہم کوئی وارد تو نہیں ہوئے اوپر سے۔ ہمیں پتا ہے کہ عوام کے کیا احساسات ہیں اور وہ احساسات ہم بین الاقوامی برادری کو بھی بتاتے ہیں لیکن اس وقت جو معاملات عراق کے ہیں' ہم نہیں چاہتے' آپ دیکھیں کتنے ہولناک ہیں' دل دہل جاتے ہیں' آج سو عراقی مر گئے' جو occupation forces ہیں اگر ان کے تین' چار مرتے ہیں تو کوئی سو گنا تو دوسرے بے چارے مر رہے ہیں۔ تو ہم سب مسلمان ممالک کے مفاد میں ہے کہ عراق میں امن ہو۔ ہر ایسی کوشش کی جائے کہ عراق میں امن واپس لایا جائے اور حکومت پاکستان اس سلسلے میں کوئی ایسی پالیسی اختیار نہیں کرے گی۔ جیسا کہ انہوں نے points اٹھائے تھے' ہاں! اس سے پہلے مدرسوں کا ذکر ہوا اور کوشش کی گئی' infrastructure of

terrorism کا ایک کتاب کے حوالے سے ذکر کیا پروفیسر صاحب نے' جناب! ہم نے یہ نہیں کہا' ہم نے کہا ہمارے مدرسے ٹھیک ہیں' اگر ان میں کچھ غلط لوگ چلے جاتے ہیں' جیسا کہ مجھ سے پہلے دو وزراء اعجاز الحق صاحب اور فیصل صالح حیات صاحب نے فرمایا۔ یہ تو ہمارا گھر ہے' یہ وہ ہال ہے جس میں پروفیسر صاحب مجھ سے پہلے تقریر کر رہے تھے اور اگر تقریر کر رہے ہوتے اور حملہ اگر ہم پر ہوتا تو آپ بھی زد میں آجاتے۔ کوئی دیکھتا تو نہیں اگر یہ ہال اسمبلی کا اڑایا جا رہا تھا' تو کون سا محب وطن ہے جو چاہے گا کہ پاکستان کی جو بڑی بڑی buildings ہیں یا جو بھی اس وقت حکومت کے leaders ہیں یا Opposition کے leaders ہیں' یہ تو حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اب حکومت کرے کیا؟ اگر اس کو evidence ملتی ہے' جیسے ابھی آپ کو Interior Minister صاحب بتا رہے تھے' تو کیا کریں؟ آنکھیں تو ہم بند نہیں کر سکتے۔ اس میں میری تجویز یہ ہوگی' امریکہ جو چاہے کرے' ہم دیکھیں ہم نے اپنے ملک کو بچانے کے لیے کیا کرنا ہے اور اگر اس قسم کے لوگ وہاں جائیں تو جو ایک code of conduct ہے' وہ اپنانا چاہیے اور ایسے لوگوں پر نظر رکھیں۔ دیکھیں جی حملہ ایک ہوتا ہے کون مرتا ہے دس پاکستانی' پندرہ پاکستانی' پچیس پاکستانی' کوئی نماز پڑھ رہا ہے امام بارگاہ میں کوئی جا رہا ہے کوئی مسجد میں تو یہ قیمت تو ہمیں ادا کرنی پڑ رہی ہے۔ میری ایوان کے تمام ارکان سے اپیل ہے کہ ہم پارٹی سے بالا ہو کر سوچیں۔ میں بحیثیت وزیر خارجہ ہمیشہ available ہوں۔ میں معذرت خواہ ہوں جناب والا! کہ میں اگلے دو دن حاضری نہیں دے سکوں گا جیسا کہ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا لیکن اس کے بعد بھی میں جناب elected member ہوں میں آپ کے سامنے حاضر ہوں اور حکومت پاکستان کی خارجہ پالیسی میں کوئی لغزش نہیں آئی۔ آپ صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف کا ایک بھی بیان دیکھ لیں' کسی جگہ پر انہوں نے ایسی بات نہیں کی جو عراق کے عوام کے مفادات سے متصادم ہو یا پاکستانی عوام کی خواہشات سے متصادم ہو۔ عراق کے معاملے میں ہم نے کوئی ایسی بات نہیں کی میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور نہ انشااللہ آئندہ کریں گے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ قصوری صاحب I am going to slightly digress from the proceedings کوئی ایک important point بلیدی صاحب کا ہے which

ہاں بلیدی صاحب بولیں۔ concerned the Foreign Office. you mind if he asks

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، Thank you very much. میں وزیرخارجہ کو جو انہوں نے تقریر کی اس پر مبارک باد دینا چاہتا ہوں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا وزیر خارجہ دے جو خارجہ پالیسی پر اسی طرح strong stand لے۔ دوسری بات یہ ہے کہ آج مجھے ایک اہم مسئلے پر اس کا---

جناب ڈپٹی چیئرمین، آپ ذرا مائیک ادھر کرکے address کریں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، میں ایک اہم مسئلہ کی جانب پر ان کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں نے فرانس جانے کے لئے ویزہ apply کیا تھا۔ وہاں سے NOC بھی مل گیا ویزہ لگ گیا۔ آج جب ویزہ لینے کے لئے گئے تو اس میں cancel کی مہر لگا کر نیچے لکھا ہے without reason کوئی reason بھی نہیں ہے۔ اس میں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک routine بن جائے گی تمام ممبران کے لئے، یہ میرا استحقاق ہے۔ میرا USA کا ویزہ بھی لگا ہوا ہے۔ فرانس میں چار مرتبہ جا چکا ہوں یہ نہیں کہ میں پہلی بار جا رہا ہوں۔ میں پچھلے سال بھی جا چکا ہوں۔ وزیرخارجہ صاحب اس کی انکوائری کریں اور مجھے مطمئن کریں۔ یہ privilege motion بھی بن سکتی ہے۔ میں وزیرخارجہ سے یہ بھی پوچھتا ہوں کہ فرانس میں جو پاکستان کا سفارتخانہ ہے تاریخ میں کسی Member of Parliament of France کے ویزے کو ہمارے سفیر نے reject کیا ہے؟ آیا ان میں کوئی ایسا stand ہے کہ وہ کہیں کہ کسی بھی ممبر کا جو فرانس سے تعلق رکھتا ہے اس نے پاکستان کے ویزے کے لئے apply کیا ہو، اگر اس کو کبھی reject کیا ہو؟ اس کی مثال اگر ہے تو وہ بھی بتائیں اور یہ کہ مجھے اس بارے میں باقاعدہ مطمئن کیا جائے۔ اگر وہ نہیں چاہتے کہ ہم فرانس جائیں تو یہ کوئی مسئلہ نہیں لیکن ویزہ دے کر اس کو پھر cancel کرنا یہ تو انہوں نے میرے پاسپورٹ کو مشکوک کیا ہے۔ میں نے ابھی پہلے وزیر خارجہ سے بات بھی کی تھی، میں نے مشاہد حسین سے بھی بات کی تھی کہ اس بات کا نوٹس لیا جائے۔ لہذا میری گزارش ہے کہ وہ مجھے اس مسئلہ پر مطمئن کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: Thank you. آپ جواب دیں گے۔ وہ تو بعد میں بتائیں

سکے۔ جی قصوری صاحب بولیں۔

جناب خورشید محمود قصوری: جناب! میں نے معزز رکن سینیٹر بلیدی صاحب کی بات سن لی ہے اور میں نے ہمارا جو عملہ اسمبلی اور سینیٹ میں تھا' ان کو بھی کہا ہے کہ یہ details لے لیں' میں اس کو investigate کروں گا اور follow کروں گا۔ Thank you.

Mr. Deputy Chairman: Thank you.

اب اس وقت بلیدی صاحب کی باری ہے جو list میرے پاس ہے۔ ادھر سے ابھی تک میرے پاس کوئی list نہیں آئی ہے' Anybody would like to speak from this side آپ بولیں گے اچھا تو بلیدی صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔ نہیں ابھی ایک آدھ گھنٹہ چلا لیتے ہیں' دو تین کر لیتے ہیں' ہاں دو تین آدمی لے لیتے ہیں۔ بلیدی صاحب بولیں۔ آج نماز قضا کر کے پڑھ لیں۔ جی آپ نے بولنا ہے but I thought, you spoke اچھا۔ بلیدی صاحب بعد میں دیتے ہیں' یہ بولنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ جناب! جیسا کہ honourable Foreign Minister نے کہا کہ عراق کے issue پر اس House میں ایک resolution کی pass لیکن میں remind کرانا چاہتا ہوں کہ وہ اجلاس Opposition نے requisition کیا اور Oppos tion نے resolution کی drafting میں بھی Government, Treasury کے ساتھ بیٹھ کر سارا کام کیا۔ میں main highlight یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک چیز ثابت ہو گئی ہے کہ جو Opposition کی apprehensions تھیں about the United States decision to invade Iraq اور اس پر ان کا اپنا agenda اگر آپ کارروائی اٹھائیں' because we have limited time and everybody has to میں نہیں کروں گا repeat speak. Sir, وہ بہت time گزرنے کے ساتھ ہم نے دیکھا کہ ہماری وہ تمام apprehensions have proved to be true اور میں آج record پر یہ لانا چاہتا ہوں کہ یہ we compromised on a word 'condemned' and we replaced کہ we repent غالباً the word condemned with a word 'deplore' at that time because that was

the suggestion of the Treasury Benches.

جناب! نہ صرف ہم بلکہ ساری دنیا میں اس بات کا احساس ہے کہ UK اور US جوکہ major actors ہیں، عراق میں جو کچھ ہو رہا ہے، اس کے ذمہ دار ہیں ان دونوں countries کی democratic forums ایک کی Congress Senate اور دوسرے کی Parliament اس کی committees جو تھیں، ان دونوں کی جو reports ہیں، انہوں نے کہا ہے کہ ان کی intelligence was flawed and they have admitted کہ یہ جو عراق میں حملہ ہوا، وہ بالکل ناجائز تھا، اس کی کوئی justification نہیں تھی اور time نے ثابت کیا کہ United Nations کی resistance کے باوجود، جیسے Foreign Minister نے کہا کہ پاکستان میں they have straight away obtained, they were not بھی، جہاں تک مجھے یاد ہے کہ US went اور انہوں نے abstain کیا۔ Sir, اس کے باوجود present in that voting کہ جی وہاں پر Weapons of Mass Destruction ہیں، آج اتنا عرصہ گزرنے کے along بعد یہ ایک حقیقت واضح ہو چکی ہے کہ وہاں پر کوئی Weapons of Mass Destrustion نہیں نکلا۔ اگر United States اپنے ہی UN کے لگائے ہوئے blitz کی recommendations کے تحت چند مہینے اور انتظار کر لیتے تو یہ ثابت ہو جاتا کہ وہاں پر کوئی Weapons of Mass Destruction نہیں ہیں۔ وقت نے ثابت کر دیا کہ WMD جس کے basis پر یہ attack کیا گیا، ساری دنیا میں شور مچایا گیا، ساری دنیا کو convince کیا کہ ساری دنیا تباہ ہو جائے گی۔ آج وہ WMD, Weapons of Mass Destruction کی بجائے those have proved to be Words of Mass Deception. ہم نے ابھی دیکھا کہ جو sitting President وہاں پر election campaign presidential ہو رہی ہے، اس میں جو ہیں، انہوں نے unconditionally announce کیا ہے کہ against Democratic کے I am going to find ways to pull out the United States army in a dignified manner from Iraq. جناب! عراقی لوگ اپنی sovereignty کی خاطر، اپنے economic interest کو اور اس ملک بچانے کی خاطر، اپنے باوقار رہنے کی خاطر جو کچھ وہ کر رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ وہ ان dozens of dead bodies are going back to United States

حالات میں بالکل sustain نہیں کر سکتے۔ یہ کوئی پاکستان نہیں ہے کہ ایک درجن ہمارے لوگ شہید ہو جائیں تو ہمارے کان پر جوں نہیں رینگتی۔ وہاں دس کیا ایک body جائے تو پورا America ہل جاتا ہے۔ جناب! یہ جو امریکہ ایک نئی کانفرنس شروع کرنے کی کوشش کر رہا ہے کہ Islamic Force بنائی جائے' اس میں سعودی عریبیہ اور پاکستان key role play کریں' یہ ایک اور بہت بڑی سازش ہے۔ میں اپوزیشن کی طرف سے وہ تمام تفصیل جو ہماری طرف سے پروفیسر خورشید صاحب نے پیش کی' میں اسے repeat نہیں کروں گا لیکن میں یہ ضرور عرض کروں گا کہ This is another trap ہے تاکہ ہم وہاں جا کر front line کے طور پر کام کریں' اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف actionلیں اور facade یہ ہو کہ جی ہم UN کو protect کر رہے ہیں۔- Sir, آپ یہ دیکھیں کہ عراق کا this is no way, economic loss runs in billions, عراق کی عوام and thousands of Iraqi people have died, ہزاروں بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہو چکی ہیں۔ آج ان کی democratic forum committees کی طرف سے یہ کہہ دینا کہ

It was a flawed intelligence, what United States has announced. Have they regretted to the world? Have they apologised? Have they announced compensation?

کہ یہ سب ہماری غلطی کی وجہ سے ہوا ہے اور ہم دیں گے۔ ایک طرف لیبیا blame ہوتا ہے ایک جہاز کے اغواء کے سلسلے میں اور تین سو لوگوں کے لئے 300 million dollar ادا کرتا ہے۔ جناب! یہ کیا ہے؟ انہوں نے یہ اس سے زیادہ brutal کام کیا ہے Weapons of Mass Destruction کے نام پر جو ایک بھی وہاں نہیں ملا اور کوئی apologetic کوئی regretful نہیں note ہے۔ They now say کہ جی ہمارا ابھی بھی قدم ٹھیک ہے اور اس کو link up کہاں کر رہے ہیں کہ جی القاعدہ اور طالبان۔ میں اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتا کہ

who created Al-Qaida and Taliban. United States was the main sponsor, they funded it, they financed it, they raised it, they created it, they had all this base. I have no reason not to say it, they had all major bases in Pakistan, but what for? For the cold war and dismantle USSR. They

achieved their agenda, they were happy when the same people were doingactivities of what they wanted to do. Once USSR was dismantled, now they have actually forgotten. Two millions of refugees, a poor country like Pakistan had to fund for almost more than a decade and they did not look back. This is the style of United States, once they achieve their own objectives, they never look back. They are friends of their own vested interests.

they are most welcome what they are doing, تو جناب ہمیں as a sovereign ملک we can't stop them. It isunipolar of world, it is a sole super power as they claim but we have to defend, we have to just protect our own interests.

ہم پاکستان کی فکر کریں، ہم مسلمان امت کی فکر کریں، ہم اپنی Army کی فکر کریں- ہمیں یہ بالکل کسی بھی صورت میں منظور نہیں چاہے وہ کوئی بھی نام ہو کہ Islamic Force ہے، فلاں Force ہے، UN میں ہمارے جو قاضی صاحب appoint ہو چکے ہیں وہ UN کو protect کریں-

Sir, it is all, you know, facade. The objective is something different that they cannot afford and sustain receiving so many dead bodies, soregularly in United States. So, I urge, the Foreign Minister has given thestatement, we have read statement of Prime Minister Ch. Shujaat also, sir, they should categorically state that we are not going to be part of thisexcercise. We cannot afford and the country's sentiments are there, theresults are there, the reports are there.

خود ان کی پارلیمنٹ اور کانگرس سینیٹ کمیٹی regret کر رہی ہے کہ جناب flawed but they are not prepared to propose what punishment تھا intelligence should be given to the relevant people who has caused so much miseries, so much injuries, so much economic losses to a sovereign country on the

globe sir. Thank you very much Mr. Chairman.

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی اسمٰعیل بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، شکریہ جناب چیئرمین۔ آج یہاں ایک اہم مسئلہ پر debate ہو رہی ہے۔ وزیر خارجہ صاحب کو آخر میں تفصیلی بیان دینا چاہیے تھا لیکن بعض وجوہات کی بناء پر انہوں نے اپنی تفصیلات آج بیان فرمائیں۔ جناب چیئرمین! عراق کا جو مسئلہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہاں انتہائی زیادتی ہو رہی ہے اور امریکہ بلا جواز وہاں بمباری کر رہا ہے۔ جب وہاں امریکہ نے اپنے Inspectors بھیجے اور انہوں نے search کیا تو پتا چلا کہ وہاں کوئی ایسی چیز نہیں ملی کہ وہ وہاں جا کر حملہ کرے لیکن اس کے باوجود انہوں نے عراق پر حملہ کیا۔

(اس موقع پر جناب کامل علی آغا کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب! میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آج آپ ہمارے اس House کو chair کر رہے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، شکریہ۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ آئندہ بھی آپ اس کرسی پر بیٹھے رہیں گے۔ امریکہ چاہتا ہے کہ وہ پوری دنیا پر مسلط ہو اور عراق میں آکر حملہ کر کے پوری دنیا کو اور خاص طور پر مسلمان ممالک کو یہ message دے کہ اگر کوئی بھی country یا کوئی بھی مسلم ملک میرے کہنے پر نہیں چلتا ہے تو میرا action یہ ہوگا جو میں عراق کر رہا ہوں۔ یہ پاکستان کے لئے ایک signal ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ مرحلہ وار پاکستان میں آنا چاہتا ہے اور یہ راستہ بنانے کے لئے پہلے وہ عراق چلے گئے اور عراق سے وہ جلدی فارغ ہو جاتے تو وہ ہمیں بھی معاف نہیں کرتے لیکن یہ شکر ہے کہ سب سے پہلے عراقیوں سے اس کا واسطہ پڑا۔ میں عراق کے باشندوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک سپر طاقت کو یہ ثابت کر دکھایا کہ آپ جو کچھ بھی کہتے ہیں یا جو کچھ کرنا چاہتے ہیں ہم آپ کے تابع نہیں ہیں۔ ہمارا اپنا ملک ہے اور ہم اپنے فیصلوں میں آزاد ہیں۔ عراقی روزانہ کبھی ۵۰ اور کبھی ۱۰۰ امریکیوں کا ناشتہ کرتے ہیں۔ یہ دکھا رہے ہیں کہ اگر امریکہ نے اور کسی ملک پر غلطی کی تو اس کو اس طرح جواب

دیا جاسکتا ہے۔ جناب! اگر کوئی مجھے اپنی جھونپڑی میں بیٹھنے نہیں دیتا ہے' مجھے پتھر مارتا ہے اور بندوق سے مجھے بھگانا چاہتا ہے تو میں اس طاقت کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے شیشے کے محل میں بھی انشاء اللہ محفوظ نہیں رہیں گے۔ یہ عراق کا اندرونی معاملہ تھا۔ اگر صدام dictator تھا یا ہے تو اس کو اندرونی طور پر تبدیل کرنا چاہیے تھا۔ یہ عوام کا حق تھا۔ کسی سپر طاقت کو کسی کے معاملے میں آکر مداخلت کرنا یہ دنیا میں کونسا انصاف ہے۔ عراقی جانیں اور ان کا dictator جانے۔ آج کے حالات نے یہ ثابت کر دیا کہ عراقی عوام آج بھی صدام کی پالیسیوں کی حمایت کرتے ہیں اور وہ نہیں چاہتے کہ امریکہ یہاں مداخلت کرے۔ ابھی امریکہ ہر ملک سے کہتا ہے کہ آپ اپنی افواج عراق بھیج دیں۔ کوئی تیار نہیں ہے کیونکہ ان کو پتا ہے کہ جو بھی عراق جائے گا وہ محفوظ نہیں رہے گا۔

جناب چیئرمین! ہم مسلمان ہیں۔ پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے نام پر بنا تھا کہ پاکستان ایک اسلامی ملک ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کو اس پر احتجاج کرنا چاہیے اور پاکستان باقاعدہ بین الاقوامی سطح پر امریکہ کو کہہ دے اور ڈٹ کر مقابلہ کرے کہ یہ جو عراق پر حملہ ہے اور جو خون ریزی ہو رہی ہے' بے گناہ لوگوں کو قتل کیا جا رہا ہے' اس کو فوراً بند کیا جائے۔ امریکی اور خود بش یہ تسلیم کرتے ہیں اور ان کے اداروں نے کہا ہے کہ عراق پر حملہ کرنے کے لئے کوئی جواز نہیں تھا۔ انہوں نے بلا جواز یہ حملہ کیا۔ عراق میں امریکیوں کو کوئی ایسی چیز نہیں ملی کہ جس کی بنیاد پر وہ عراق پر حملہ کرتے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ امریکہ اپنے آپ کو سپر طاقت کہہ کر پوری دنیا پر مسلط ہونا چاہتا ہے۔ پورے عالم اسلام کے خلاف ان کا ایک منصوبہ ہے کہ تمام عالم اسلام کو میں crush کروں' ان کی حوصلہ شکنی کروں۔ میں یہ دکھا دوں کہ سب سے سپر طاقت میں ہوں۔ میں امریکہ کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سب سے سپر طاقت اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ جس طرح روس کو شکست ہوئی۔ اگر آپ اس طرح بے گناہ لوگوں کا قتل عام کریں گے تو آپ کا حشر بھی روس جیسا ہوگا۔ لہذا' میں یہ تجویز دیتا ہوں کہ یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ Treasury Benches اور Opposition والے مل کر ایک resolution pass کریں اور امریکہ کی مذمت کریں اور دلیری کا ثبوت دیں۔ ہمارا ملک آزاد ہے اور ہمارے چودہ کروڑ عوام آزاد ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے حکمران بھی آزاد ہوں۔ یہ کونسی

مجبوری ہے کہ گپ شپ کرتے ہو اور یہ جو جائز مسئلے ہوتے ہیں ان پر بات نہیں کرتے۔ یہ کیا بات ہے کہ آپ سپر طاقت کے سامنے بات نہیں کر سکتے ہو ۔ پوری دینا اور اس خطے میں پاکستان کی ایک اہمیت ہے ۔ پاکستان اگر اپنے آپ کو اس خطے میں مضبوط کرے تو پوری دنیا کو جگا سکتا ہے اور پوری دنیا میں بغیر پاکستان کی حمایت کے کوئی بھی ملک اپنے ہاں کوئی تحریک نہیں چلا سکتا ہے ۔ لیکن ہم نے خود اپنے آپ کو loose کیا ہے ۔ لہذا خدانہ کرے اگر ہماری باری آ گئی ، اللہ نہ کرے ہماری باری آئے ، چونکہ ہم ایٹمی قوت ہیں ۔ ان کو زیادہ خطرہ پاکستان سے ہے اور آج وہ عراقیوں کے ساتھ اس طرح کر رہے ہیں لیکن وہ دلیر قوم ہے میں ان کو خراج تحسین اور شاباش پیش کرتا ہوں ۔ کیونکہ وہ کفر کے خلاف مقابلہ کر رہے ہیں ۔ اگر خدانخواستہ وہ ہمارے پاس آگئے تو ہمارا کیا حال ہو گا ۔ تو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ ہم اس طرح face کر سکیں گے ۔

جناب چیئرمین ! میں اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے یہ رائے دینا چاہتا ہوں کہ حکومت کو اس مسئلے پر مکمل طور پر عراقیوں کی حمایت کرنی چاہیے ۔ اشرف قاضی صاحب کو جس مشن کے لئے بھیجا گیا ہے میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ ان کو واپس بلایا جائے ۔ چونکہ وہ بالکل ایک پاکستانی اور پھر مسلمان کو suit نہیں کرتا کہ ہم مسلمان بھائیوں کے قتل میں شامل ہوں اور وہاں جاکر ایک نمائندے کے طور پر رہے ۔ تو ہمیں چاہیے کہ ہم باقاعدہ ایک مشترکہ قرار داد پاس کریں اور stand لے لیں اور امریکہ سے مطالبہ کریں کہ وہ مذاکرات کرے یا بے گناہ لوگوں کے مارنے کا reason بتائے ۔ میں یہ بھی کہتا ہوں کہ اس میں کوئی تاخیر اور لچک نہیں ہونی چاہیے ۔ ہم ساتھ دیں گے اور ہم عراقیوں کے ساتھ ہیں اور یہ عالم اسلام کے لئے ایک سازش ہے ۔ شکریہ ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میاں رضا ربانی صاحب ۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب میں کل صبح بولنا چاہوں گا ، کل کے لئے رکھ دیں ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ٹھیک ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

سینیٹر طارق عظیم خان، جناب کورم نہیں ہے ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میرا خیال ہے جب بحث ہو رہی ہو تو یہ decided ہے کہ کورم point out نہیں ہو گا ۔ آپ کی مہربانی ۔ ابھی جناب عباس کمیلی صاحب ۔

سینیٹر محمد عباس کھیلی، کل۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، اچھا آپ بھی کل بولنا چاہتے ہیں تو پھر کل پہ رکھ دیں ؟۔جی بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب چیئرمین! وزیر دفاع راؤ سکندر صاحب بیٹھے ہیں۔ ان کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے علاقے مکران اور دیگر علاقوں سے بلوچی لوگ یو اے ای اور امارات میں کافی تعداد میں ملازمت کرتے ہیں۔ وہاں سے وہ کراچی روٹ سے ہوکر تربت پنجگور اور گوادر جاتے ہیں۔دو دن ان کے ضائع ہو جاتے ہیں۔ پچھلے ٹرم میں جب میں سینیٹ میں تھا تو ہم نے فوکر سروس کو تربت تا شارجہ بحال کروایا تھا۔ اب جنگ کے دوران انہوں نے یہ بند کردی۔ اب چونکہ ۲۰ اگست ہے اور یو اے ای کے بلوچوں نے پی آئی اے سے سفر کرنے کا بائیکاٹ کیا ہے۔ سفیر پاکستان یو اے ای کو انہوں نے بھی اور میں نے بھی خط لکھا ہے۔ اس سے پہلے میں یہ مسئلہ پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھا چکا ہوں۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ انہیں ایک سروس دوبئی سے تربت یا گوادر دی جائے۔ مسقط سے گوادر بھی دی جائے کیونکہ وہ ہمارے لوگ ان پڑھ اور غریب ہیں۔ کراچی سے ان کے لئے مشکلات ہیں۔ وزیر صاحب سے میں نے ان کے چیمبر میں ملاقات کی اور انہوں نے وعدہ بھی کیا کہ اس کے بارے میں وہ چیئرمین پی آئی اے کے ساتھ میٹنگ کریں گے۔ اگر وہ ہاؤس میں اس کی یقین دہانی کرادیں کیونکہ ان لوگوں کا میں نمائندہ ہوں اور وہ سن لیں۔ یہ میرا حق ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، راؤ صاحب، اگر آپ جواب دینا چاہیں تو یہ آپ کی مرضی ہے۔

جناب راؤ سکندر اقبال، جی۔ جناب میرے پاس تشریف لائے تھے۔ تو میں نے ان سے commit کیا تھا کہ میں چیئرمین پی آئی اے کو ادھر بلاؤں گا۔ تو I have spoken to the Chairman PIA. He will be coming within four to five days تو ان سے آپ کی meeting کرادوں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، شکریہ Now the House is adjourned to meet

again at 10.00 a.m tomorrow.

.....

[The House was then ad journed to meet again at 10.00 a.m. on 24th August 2004.]

.....